عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان
ہفت روزہ
انٹرنیشنل
جلد نمبر ۹ ، شمارہ نمبر ۳۳
KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

ختم نبوة

ہمارے پیارے نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی اپنی پیاری اُمت کو پیاری پیاری نصیحتیں اور وصیتیں

عہدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اہم واقعہ

یک زمانہ صحبت با اولیا
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

یہ جسمِ خاکی تین اشیاء کا مرکب ہے۔
جسم، روح، دماغ
جسم کی تربیت والدین، دماغ کی اساتذہ اور روح کی اولیاءِ عظام کرتے ہیں۔

بائیکاٹ - ایک مؤثر ہتھیار

ختمِ نبوت کے معنی میں مرزائی تحریف اور اس کا جواب

کراچی میں قادیانی جلسہ کی خفیہ رپورٹ

قادیانی پروہت نے جلسہ کو قادیانیت کیلئے الہٰی نشان قرار دیا
لیکن وہ قادیانیت کیخلاف عبرت ناک الہٰی نشان بن گیا
اور اس کا انجام اندوہناک ہوا۔

ارشادِ ربانی عزّ جلّ جلالہٗ

یاایہا الذین آمنوا لایسخر قوم من قوم عسیٰ ان یکونوا خیراً منہم ولانساءٌ من نساءٍ عسیٰ ان یکن خیراً منہن۔ ولاتلمزوا انفسکم ولاتنابزوا بالالقاب، بئس الاسم الفسوق بعد الایمان ومن لم یتب فاولئک ہم الظالمون (حجرات آیت ۱۱)

ترجمہ۔ آیت مذکورہ میں معاشرت انسانی سے متعلق تین چیزوں کی ممانعت فرمائی ہے۔ (۱) تمسخر۔ قرطبی نے فرمایا کہ کسی شخص کی تحقیر و توہین کے لئے اس کے کسی عیب کو اس طرح ذکر کرنا جس سے لوگ ہنسنے لگیں اس کو تمسخر یا استہزا کہا جاتا ہے۔

بعض مفسرین نے فرمایا کہ تمسخر یہ ہے کہ کسی شخص کے سامنے اس کا اس طرح ذکر کرنا کہ اس سے لوگ ہنس پڑیں۔ تمسخر جس طرح بھی ہو بنص قرآن حرام ہے۔

اس آیت کو سن کر سلف صالحین کا یہ حال ہوگیا تھا کہ عمرو بن شرحبیل فرماتے ہیں کہ میں اگر کسی شخص کو بکری کے تھنوں سے منہ لگا کر دودھ پیتے دیکھوں اور اس پر مجھے ہنسی آجائے تو میں ڈرتا ہوں کہ کہیں میں بھی ایسا ہی نہ ہو جاؤں۔ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ میں کسی کتے کے ساتھ استہزا کروں تو مجھے ڈر ہوتا ہے کہ میں خود کتا نہ بنا دیا جاؤں۔ (قرطبی)

(۲) دوسری چیز لمز ہے۔ کے معنی ہیں کسی میں عیب نکالنا، عیب ظاہر کرنا، یا عیب پر طعنہ زنی کرنا۔ آیت میں حکم ہے کہ تم ایک دوسرے کے عیب نہ نکالو کیونکہ کوئی انسان عادۃً عیب سے خالی نہیں۔ علماء نے فرمایا کہ انسان کی سعادت اور خوش نصیبی اس میں ہے کہ اپنے عیوب پر نظر رکھے ان کی اصلاح کی فکر میں لگا رہے اور جو ایسا کریگا اس کو دوسروں کے عیب نکالنے اور بیان کرنے کی فرصت ہی نہ ملے گی۔ شاہ ظفر نے کیا خوب فرمایا۔

نہ تھی حال کی جب ہمیں خبر رہے دیکھتے اوروں کے عیب و ہنر
پڑی اپنی برائیوں پر جو نظر تو جہاں میں کوئی برا نہ رہا۔

(۳) تیسری چیز جس سے آیت میں ممانعت کی گئی ہے وہ کسی دوسرے کو برے لقب سے پکارنا ہے جس سے وہ ناراض ہوتا ہو۔ یا ایسے لفظ سے ذکر کرنا جو اس کے لئے بطور تحقیر استعمال کیا جاتا ہو۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ آیت میں تنابز بالالقاب سے مراد یہ ہے کہ کسی شخص نے کوئی گناہ یا برا عمل کیا ہو اور پھر اس سے تائب ہوگیا ہو اس کے بعد اس کو اس برے عمل کے نام سے پکارنا مثلاً چور، زانی، شرابی وغیرہ توبہ کے بعد اس کو عار دلانا یا تحقیر کرنا حرام ہے۔

حدیث میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی ایسے مسلمان کو ایسے گناہ پر عار دلائے جس سے اس نے توبہ کرلی ہے تو اللہ نے اپنے ذمے لیا ہے کہ اس کو اسی گناہ میں مبتلا کرکے دنیا و آخرت میں رسوا کریگا (قرطبی) حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کا حق دوسرے مومن پر یہ ہے کہ اس کو ایسے نام و لقب سے ذکر کرے جو اس کو زیادہ پسند ہو۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

آپ نے فرمایا۔

ایک مومن کے دوسرے مومن پر چھ حق ہیں۔ (۱) جب بیمار ہو عیادت کرے۔ (۲) جب مر جائے جنازہ میں جائے (۳) جب دعوت دے قبول کرے (۴) جب ملاقات ہو سلام کرے (۵) جب چھینک کر الحمدللہ کہے تو یرحمک اللہ کہے (۶) نصیحت کرے غائب ہو کر موجود ہو۔ آپ نے فرمایا۔

مسلمان کی چیز دوسرے مسلمان پر حرام ہے خون، مال، آبرو۔ آپ نے فرمایا۔

سوار سلام کرے پیدل چلنے والے کو اور چلنے والا سلام کرے بیٹھنے والے کو اور مختصر جماعت سلام کرے بڑی جماعت کو اور چھوٹا سلام کرے بڑے کو۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔

اس کو گھر میں آنے کی اجازت نہ دو جو اجازت لینے سے پہلے سلام نہ کرے۔ آپ نے فرمایا، دو مسلمان ملاقات کے وقت مصافحہ کرتے ہیں تو ہاتھ چھوڑنے سے پہلے ان کے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔

آپ نے ارشاد فرمایا۔ تم میں نیک وہ ہے جو اپنی بیویوں کے لئے اچھا ہے۔

زیادہ ایمان دار وہ مسلمان ہیں جو اپنی بیوی بچوں کے ساتھ خوش خلقی اور نرمی سے رہتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بغیر منڈیر کی چھت پر سونے سے منع فرمایا ہے۔

نبی کریمؐ جب چھینکتے تو ہاتھ یا کپڑے سے منہ ڈھانپ لیتے اور آواز کو پست کرتے۔

اخلاق کیا ہے؟

مولانا حبیب اللہ قاسمی

اخلاق۔ مذہب اور عقل دونوں کی نگاہ میں محبوب و مرغوب شے ہے اس لئے قدیم و جدید ہر زمانہ میں اس کے متعلق علمی ذخیرہ کی کمی کبھی نہیں رہی۔ اس بارے میں انسانی تاریخ جس حد تک ہماری مدد کرسکتی ہے تو اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ دنیا نے اخلاق کا نام سب سے پہلے مذہب کے نام سے سنا۔ تاریخ کا جو باب قبل از طوفان نوح شمار کیا گیا ہے۔ اس میں ایک پیغمبر حضرت نوحؑ اپنی قوم کے سامنے اخلاق کا درس دیتے نظر آتے ہیں اور نسل انسانی کے باپ حضرت آدمؑ کے بعد یہی وہ پہلے رسول ہیں جن کی تبلیغ و تعلیم کو تاریخ نے اپنے اوراق میں جگہ دی ہے۔

اس دور کے بعد اس علم کی خدمت کو یونان نے فلسفہ کی شکل میں ڈھال کر پیش کیا جس میں سر فہرست سوفسطائی بعدہٗ سقراط چار چاند لگاتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ یہاں تک کہ ارسطو نے اس کو ایک مہذب و مدون علم بنایا۔ فلسفۂ یونان کے بعد علم الاخلاق نے پھر ایک بار مذہب کے دامن میں جگہ لی۔ عیسائیت اور اسلام نے اس کی اساس کو وحی الٰہی کے احکام پر استوار کیا۔ اس کے بعد اسلام کا وہ علمی دور آیا جس میں خلافت بغداد اور خلافت قرطبہ کے زیر سایہ دنیا کے تمام علوم و فنون نے صدیوں تک تربیت پائی۔ اس دور کے بعض علماء کو اصل و نقل کی مطابقت کا شوق پیدا ہوا تو انہوں نے دوسرے علوم کی طرح علم الاخلاق کو بھی اسی نگاہ سے پرکھا۔ علماء کی یہ جماعت اپنے اپنے نقطۂ نظر کے لحاظ سے دو جدا طبقوں میں تقسیم ہوگئی۔ ایک نے عقل

باقی صفحہ ۲۶ پر

ہفت روزہ
ختم نبوۃ
انٹرنیشنل

۲ تا ۸ رجب المرجب ۱۴۱۱ھ مطابق ۱۸ تا ۲۴ جنوری ۱۹۹۱ء | جلد نمبر ۹ | شمارہ نمبر ۳۳

مدیر مسئول عبدالرحمٰن باوا

اس شمارے میں

۱ : آپ کے مسائل اور ان کا حل ——— ۲
۲ : نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ——— ۴
۳ : بائیکاٹ : ایک موثر ہتھیار (اداریہ) ——— ۵
۴ : آثار قیامت ——— ۶
۵ : حضور اکرمؐ کی نصیحتیں اور وصیتیں ——— ۷
۶ : اُمت پنا ۔ یعنی اُمت ہونے کی صفت ——— ۸
۷ : اسلامی عدل ——— ۱۲
۸ : احسان عفو و درگذر اور حلم و بردباری ——— ۱۴
۹ : عہد نبویؐ کا ایک اہم واقعہ ——— ۱۴
۱۰ : اسلام کیسے پھیلا ؟ ——— ۱۵
۱۱ : یہ جسم خاکی تین اشیاء کا مرکب ہے ——— ۱۶
۱۲ : پیغام حق (نظم) ——— ۱۸
۱۳ : مرزائی تحریف اور اس کا جواب ——— ۱۹
۱۴ : بزم ختم نبوت ——— ۲۱
۱۵ : اخبار ختم نبوت ——— ۲۳

ایڈیٹر و پبلشر : عبدالرحمٰن یعقوب باوا — طابع : سید شاہد حسن — مطبع : القادر پرنٹنگ پریس — مقام اشاعت : ۱۳ ، بنوری ٹاؤن کراچی

سرپرست

شیخ المشائخ حضرت مولانا
خان محمد صاحب مدظلہ
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

مجلس ادارت

مولانا مفتی احمد الرحمٰن | مولانا محمد یوسف لدھیانوی
مولانا منظور احمد الحسینی | مولانا بدیع الزمان
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر

سرکولیشن منیجر

محمد انور

رابطہ دفتر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ
کراچی ۷۴۴۰۰ ۔ پاکستان
فون نمبر ۷۷۱۱۶۷

LONDON OFFICE:
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PH: 071-737-8199.

چندہ

سالانہ	۱۵۰ روپے
ششماہی	۷۵ روپے
سہ ماہی	۳۵ روپے
فی پرچہ	۳ روپے

چندہ

غیر ممالک سے سالانہ بذریعہ ڈاک
۴۵ ڈالر

چیک / ڈرافٹ بنام "ویکلی ختم نبوت"
الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ
اکاؤنٹ نمبر ۳۹۳ کراچی پاکستان
ارسال کریں

نعت

از مجیب نبوی

رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

آپ ذکرِ رسولِ خدا کیجئے
پے بہ پے وِردِ صلِّ علیٰ کیجئے

آپ کے امتی پہ یہ جور و ستم
اب نظر حضرتِ مصطفیٰ کیجئے

آپ کا مجھ پہ ہوتا رہے یہ کرم
آپ دل میں ہمیشہ رہا کیجئے

ذکرِ خیر آپ کا ہے سرِ انجمن
گلشنِ چشم خیر الورٰی کیجئے

ہاں یہاں سے نبوت کا آغاز ہے
رُک کے دیدار غارِ حرا کیجئے

صحنِ کعبہ میں گونجی ہے حق کی صدا
ہم پہ اب رحم یا ربّنا کیجئے

ان کے دیدار کی ہے اگر آرزو
اے مجیبؔ آپ دل سے دعا کیجئے

بائیکاٹ ایک موثر ہتھیار

قادیانیت عالم اسلام کے لئے ایک ناسور ہے۔ ملت اسلامیہ کو تباہ و برباد کرنے کا دیانی امت میں اضافہ قادیانی عزائم میں شامل ہے۔ اسلام اور قادیانیت کے مابین نزاع سنگین سے سنگین صورت اختیار کرتا جا رہا ہے۔ قادیانی ٹولہ اسلام دشمنی میں اتنا آگے بڑھ چکا ہے کہ عالم اسلام اور ملت اسلامیہ کو نقصان پہنچانے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتا۔ اس لئے اب اس بات کی شدت سے ضرورت محسوس کی جا رہی ہے کہ امت مسلمہ کوئی متفقہ لائحہ عمل اس کاذب نبوت کے گروہ کے خلاف تیار کرے۔ اور ایسا انتظام کرے کہ مسلمانوں کے ایمان کا تحفظ ہو سکے۔ ہمارے خیال میں قادیانیوں جیسے مرتدوں اور زندیقوں کا گروہ جو ہر وقت مسلمانوں کے خلاف برسرپیکار رہتا ہے وہ کسی رواداری کا مستحق نہیں۔ واضح رہے کہ جو کفار مسلمانوں سے ہر وقت برسرپیکار ہوں، مسلمانوں کو ایذا پہنچاتے ہوں، اسلامی اصطلاحات کو مسخ کر کے اسلام کا مذاق اڑاتے ہوں اور سازشیں کر کے مسلمانوں کی اجتماعی قوت کو منتشر کرنے کے درپے ہوں اسلام ان کے ساتھ سختی سے نمٹنے کا حکم دیتا ہے۔

یہ بات اب کسی سے ڈھکی چھپی نہیں رہی کہ قادیانیوں کے کیا عزائم ہیں؟ آج قادیانی کھلی جارحیت پر اتر آئے ہیں۔ وہ مسلمانوں کو ایذا پہنچاتے ہیں، اسلامی اصطلاحات کو مسخ کر کے اسلام کا مذاق اڑاتے ہیں، سازشیں کر کے مسلمانوں کی اجتماعی قوت کو منتشر کرتے ہیں اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اسلام کے بارے میں اسلام پر حملہ آور ہیں۔ اس کے علاوہ قادیانی سربراہ مرزا طاہر کے الفاظ ریکارڈ پر موجود ہیں جن میں مسلمانوں کو دھمکی دے کر کہا گیا ہے کہ جنگ کا بگل بج چکا ہے اور یہ کہ پاکستان کو تباہ و برباد کرنے کی دھمکی بھی بار بار دہرائی جا رہی ہے۔ ایسے حالات میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا ایسے اسلام دشمن اور ملک دشمن گروہ کے ساتھ رواداری کا مظاہرہ کیا جائے؟ کیا ان حالات میں ان لوگوں سے میل ملاپ تجارت وغیرہ کی جائے یا ان کے خلاف ایسے اقدامات کئے جائیں جن کا مقصد مسلمانوں کے ایمان کا تحفظ ہو۔ ظاہر ہے کہ مسلمانوں کے لئے سب سے قیمتی متاع ایمان ہے اور اس کے لئے جو کچھ ہو سکتا ہے وہ کرنا مسلمانوں کے لئے ضروری ہے۔ چونکہ قادیانی کافر، محارب اور موذی ہیں اس لئے انصاف کا تقاضا تو یہ ہے کہ وہ کسی رواداری کے مستحق نہیں۔ بلکہ علمائے کرام و مفتیان عظام کے نزدیک مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس بات کو یقینی بنائیں کہ ملت اسلامیہ اور عالم اسلام کو ان موذیوں سے بچایا جائے اور مسلمانوں کے تحفظ کیلئے جو ناگزیر قدم اٹھانے کی ضرورت ہو وہ اٹھائے جائیں۔ تحریک تحفظ ختم نبوت ۱۹۵۳ء کے دوران مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں نے ایک دانشمندانہ فیصلہ کیا تھا کہ قادیانیوں کے خلاف سوشل بائیکاٹ کیا جائے۔ چنانچہ اس فیصلے کا عملی نتیجہ برآمد ہوا۔ ہمارے خیال میں بائیکاٹ ایک موثر ہتھیار کے طور پر ابھر کر سامنے آیا۔ اگر آج پوری امت اسلامیہ اور خاص کر پاکستان کے مسلمان بائیکاٹ کے موثر ہتھیار کو اپنا لیں تو اس کے بہت بہتر نتائج برآمد ہو سکتے ہیں۔

ذرا آپ یہ اندازہ لگائیں صرف اس ملک میں قادیانیوں کی کیا تعداد ہوگی۔ قادیانیوں کا دعویٰ ہے کہ وہ چالیس لاکھ ہیں اور سرکاری اعداد و شمار کے مطابق ایک لاکھ چند ہزار۔ اگر سرکاری اعداد و شمار سے ہم دوگنا … بھی کر لیں … تو یہ چند لاکھ قادیانی کس کے بل بوتے پر پرورش پا رہے ہیں۔ ان کے کاروبار اور ادارے کا منافع کس سے حاصل ہوتا ہے۔ ان کی دکانوں کے خریدار کون ہیں۔ ان کے کارخانوں کی مصنوعات کی کھپت کہاں ہوتی ہے۔ ظاہر ہے ان کی دکانوں اور کاروباری اداروں سے لین دین و تجارت مسلمان ہی کرتے ہیں۔ اور مسلمان ہی ان کے کارخانوں کی مصنوعات استعمال کرتے ہیں۔ آج اگر مسلمان ان سے لین دین بند کر دیں تو قادیانیوں کا کاروبار ٹھپ ہو جائے گا۔ کیا مسلمانوں نے کبھی غور کیا کہ مسلمانوں کے لین دین و خرید و فروخت کے نتیجے میں قادیانیوں کو جو نفع ملتا ہے اور وہ جو آمدنی پیدا کرتے ہیں اس میں سے ہر ماہ ایک خطیر رقم قادیانیوں کے مرکز ربوہ میں قادیانیوں کے فنڈ میں جاتی ہے۔ اور یہی فنڈ مسلمانوں کے خلاف استعمال ہوتا ہے یعنی مسلمانوں کو مرتد بنانے میں خرچ کیا جاتا ہے۔

… اس بات کو ملاحظہ کرنا چاہیئے کہ

- آج قادیانیوں کا مرکز ربوہ آپ کے بل بوتے پر آباد ہے۔
- آج دنیا بھر میں جہاں کہیں قادیانی ارتداد کی تبلیغ کرتے ہیں اس میں آپ کی رقم شامل ہے۔
- آج دنیا بھر میں جہاں کہیں قادیانی عبادت گاہیں تعمیر ہوتی ہیں۔ اس میں آپ کی رقم شامل ہے۔
- قادیانی پریس آپ کے ذریعہ چلتے ہیں۔
- تحریف شدہ مترجم قرآن کریم کی طباعت اور تقسیم میں آپ کی رقم شامل ہے۔
- یہ بات کسی مفروضے کی بناء پر نہیں بلکہ یہ حقیقت ہے اگر اس پر غور کریں تو کہا جاسکتا ہے کہ

قادیانیوں کی ہر حرکت میں براہِ راست نہیں تو آپ بالواسطہ شامل ہیں۔ کیونکہ اگر آپ قادیانیوں کی دکانوں سے خرید و فروخت۔ ان کے تجارتی اداروں سے تجارت اور ان کے کارخانوں کی مصنوعات استعمال کرتے ہیں تو یقیناً آپ کی رقم مسلمانوں کو مرتد بنانے میں استعمال ہورہی ہے اور یہ سب کچھ آپ کی لاعلمی اور لاپرواہی اور بے توجہی کی وجہ سے ہورہا ہے اس لئے پوری ملت اسلامیہ کو اس مسئلے پہ غور و فکر کرنا چاہیئے اور بائیکاٹ جیسے موثر ہتھیار کو استعمال کرنا چاہیئے کہ ہر مسلمان قادیانیوں کے ساتھ مکمل بائیکاٹ اور مقاطعہ کرے بائیکاٹ کے مسئلہ پر جہاں قرآن و حدیث میں بھی ایسے بہت سے واقعات پائے جاتے ہیں خود قادیانی خلیفہ" نے قادیان میں مسلمانوں کے ساتھ بہت سے قادیانیوں کے ساتھ بائیکاٹ کیا تھا اس کے علاوہ ربوہ میں بھی کئی قادیانیوں کے ساتھ بائیکاٹ کیا گیا۔ اس کے علاوہ آج کل کے زمانہ میں وہ حکومتیں جو اپنے آپ کو مہذب کہلاتی ہیں۔ بائیکاٹ کے ہتھیار کو استعمال کرتی ہیں اس کی تازہ ترین مثال ایک بہت بڑے بلاک نے عراق کے خلاف بائیکاٹ کر رکھا ہے۔ حتیٰ کہ بچوں کے دودھ اور دواؤں کی سپلائی بھی روکی ہوئی ہے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے اور ۸۴ء میں قادیانی آرڈیننس کے نفاذ کے بعد امید ہو چلی تھی کہ قادیانی مسلمانانِ پاکستان کے فیصلے کی پاسداری کرتے ہوئے اپنے آپ کو آئین پاکستان کی پاسداری کریں گے۔ اور مسلمانوں کے خلاف اشتعال انگیزیوں کا سلسلہ بند کر دیں گے۔ لیکن دیکھا یہ گیا ہے کہ قادیانیوں نے اسلام اور ملک کے خلاف خفیہ سرگرمیوں کا سلسلہ شروع کر دیا۔ سازشوں کا جال بچھا دیا اور ملکی بنیادوں پر حملوں کا آغاز کر دیا۔ ان دریں حالات کیا مسلمانوں کے لئے ضروری نہیں کہ وہ قادیانیوں کے ساتھ اپنے تعلقات پر نظر ثانی کریں اور سختی سے سخت پالیسی ایسی بنائیں کہ قادیانیوں کے ساتھ مکمل بائیکاٹ ہو۔

لہٰذا ہم تمام ملت اسلامیہ سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ غیرت ایمانی کا ثبوت دے بڑے قادیانی دکانداروں، تجارتی اداروں سے لین دین کم کریں اور قادیانیوں کے کارخانوں کی مصنوعات کا استعمال ترک کریں اور اپنے دوسرے احباب کو بھی بائیکاٹ کی ترغیب دیں۔

آثار قیامت

نجیب الرحمن بھاگلپوری مراد آباد

آخر زمانہ میں عابدوں کا جاہل ہونا، عالموں کا فاسق ہونا فحش افعال بکثرت ہونا گالیاں بہت بکنا، قرابت داروں سے قطع تعلق کرنا۔ دیانتدار لوگوں کو خائن سمجھنا اور خائن لوگوں کو امانت دار جاننا، بارش کی کثرت، پیداوار کی قلت اور قرآن شریف پڑھنے والوں کی کمی۔ مسئلہ جاننے والوں کی زیادتی ہوگی۔

ایماندار آدمی کا اپنے کنبہ میں ذلیل ہونا، سود کو منافع اور رشوت کو ہدیہ، نذرانہ کہنا، زکوٰۃ کو مزدوروں میں دینا، یاروں سے اخلاق و محبت اور باپ سے بداخلاقی و عداوت رکھنا، مسجدوں میں شور و غل مچانا، آوازے بولنا، کم تولنا، کم ناپنا اکثر دو کا نداروں کا شیوہ ہونا، بھوکے ننگے، بچے، محتاج، چرواہوں کے بڑے بڑے محلات تعمیر کرنا (بخاری و مسلم)

ایک علامت صغریٰ قیامت یہ ہے کہ جو حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے نے نقل کی ہے۔ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حج کرنا امیروں، بادشاہوں، رئیسوں کا سیر و سیاحت کے لئے ہو۔ اغنیاء کا تجارت کے لئے، مساکین کا بھیک مانگنے کے لئے، عالموں صوفیوں کا ریاکاری کے لئے اور حاجی کہلوانے کے واسطے ہو۔ جب اس وقت ایک تارہ دنبالہ دار نکلے گا ایک علامت یہ ہے کہ ہر مہینہ چاند کی شکل سے یہ معلوم ہو کہ یہ تیسری کا نہیں، انتیس کا ہے۔ آج کا نہیں کل کا ہے۔ پھر اختلاف ہونا۔۔۔ اسکو طبرانی نے ابن مسعودؓ اور انسؓ سے روایت کیا ہے۔ ایک علامت متوسطہ یہ ہیں کہ عمریں کم ہو جائیں گی، جھوٹا سچا، سچا جھوٹا ہو۔ قتل و قتال بہت ہونا بیٹا اپنے باپ کو نوکر بنا کر اپنے کاموں کے لئے ادھر ادھر بھیجے گا۔ روپیہ ان کا دین ہوگا، عورتیں انکا قبلہ، طلاق بکثرت ہوگی۔ اور قرآن حکیم سورۂ بنی اسرائیل میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور ہم نے انسان کا عمل (نیک و بد) اس کے گلے کا ہار بنا رکھا ہے اور قیامت کے دن ہم اس کا اعمالنامہ اس کے سامنے کر دیں گے جس کو وہ کھلا ہوا دیکھے گا اور اس سے کہا جائے گا کہ اپنا اعمالنامہ خود ہی پڑھ لے۔ آج تو خود ہی اپنا محاسب کافی ہو۔ (یعنی خود ہی حساب کر لے)

"نرخنامہ" اشتہارات

ہفت روزہ ختم نبوت انٹرنیشنل کراچی

ٹائٹل	۳۵۰۰
اندرون	۳۰۰۰
فی صفحہ اندرون	۱۶۰۰

نصف اور چوتھائی اسی مناسبت سے

دینی اداروں کو ۲۰٪ رعایت دی جاتی ہے

ہمارے پیارے نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی

اپنی پیاری اُمّت کو پیاری پیاری نصیحتیں اور وصیتیں

از: حضرت مولانا ڈاکٹر عبد الحئی صاحب عارفی قدس سرہٗ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قیامت کے دن حساب کے لیے بارگاہ الٰہی میں جب پیشی ہوگی تو آدمی کے پاؤں اپنی جگہ سے سرک نہ سکیں گے جب تک اس سے پانچ چیزوں کا سوال نہ کر لیا جائے۔

۱۔ اول یہ کہ اس کی پوری زندگی، اور عمر کے بارے میں کہ کن کاموں میں گذاری۔

۲۔ اور دوسرے اس کی جوانی (اور جوانی کی قوتوں) کے بارے میں کہ کن مشاغل میں جوانی اور اس کی قوتوں کو بوسیدہ اور پرانا کیا۔

۳۔ تیسرے مال و دولت کے بارے میں کہ کہاں سے اور کن طریقوں اور کن راستوں سے اس کو حاصل کیا۔

۴۔ اور اس دولت کو کن کاموں اور کن راستوں میں صرف کیا۔

۵۔ پانچواں سوال یہ ہوگا کہ جو کچھ معلوم تھا اس کے بارے میں کیا عمل کیا۔ (جامع ترمذی، معارف الحدیث)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ چار باتیں اور خصلتیں ایسی ہیں کہ اگر تم کو وہ نصیب ہو جائیں تو پھر دنیا (اور اس کی نعمتوں) کے فوت ہو جانے اور ہاتھ نہ آنے میں کوئی مضائقہ ہے اور نہ گھاٹا ہے۔

۱۔ امانت کی حفاظت

۲۔ باتوں میں سچائی

۳۔ حسن اخلاق

۴۔ کھانے میں احتیاط اور پرہیزگاری

(مسند احمد، بیہقی، معارف الحدیث)

عمرو بن میمون اودی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا پانچ حالتوں کو دوسری پانچ حالتوں کے آنے سے پہلے غنیمت جانو۔ اور ان سے جو فائدہ اٹھانا چاہو وہ اٹھا لو۔

۱۔ غنیمت جانو جوانی کو بڑھاپے کے آنے سے پہلے۔

۲۔ غنیمت جانو تندرستی کو بیمار ہونے سے پہلے۔

۳۔ غنیمت جانو خوش حالی اور فراخ دستی کو ناداری اور تنگدستی سے پہلے۔

۴۔ غنیمت جانو فرصت اور فراغت کو مشغولیت سے پہلے

۵ غنیمت جانو زندگی کو موت آنے سے پہلے۔

(جامع ترمذی معارف الحدیث)

عورتوں کو نصیحت

ابن عمرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپؐ نے (ایک بار) فرمایا۔ اے عورتوں کی جماعت! تم (خاص طور پر) صدقہ دیا کرو، اور زیادہ استغفار کیا کرو، کیونکہ دوزخ میں زیادہ تعداد میں نے عورتوں کی دیکھی ہے۔ ان میں ایک ہوشیار عورت بولی، یا رسول اللہ ہم نے کیا قصور کیا ہے کہ ہم دوزخ میں زیادہ جائیں گی۔؟

آپؐ نے فرمایا تمھیں (باہم گفتگو میں) لعنت کرنے کی زیادہ عادت ہوتی ہے اور تم اپنے شوہر کی بھی بہت ناشکری کرتی ہو۔ میں نے تم جیسا دین و عقل میں ناقص ہو کر پھر ایک دانش مند شخص پر غالب آجانے والا کسی کو نہیں دیکھا۔ (بخاری و مسلم، ترجمان السنۃ)

نذر

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ نذر دو قسم کی ہے۔ ایک تو وہ نذر جو اللہ کی بندگی اور اطاعت کے لئے مانی جائے۔ اس کا پورا کرنا ضروری ہے۔ اس لئے کہ یہ خاص اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ اور دوسری نذر وہ ہے جو اللہ تعالےٰ کی نافرمانی اور گناہ کے لیئے کی جائے، یہ نذر شیطان کے لیئے ہے اس کا پورا کرنا جائز نہیں اور اس قسم کی نذر کا کفارہ دیا جاتا ہے۔ (نسائی، مشکوٰۃ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی غیر معین چیز کی نذر مانے تو اس کا کفارہ قسم کا کفارہ ہے۔ اور جو شخص کسی گناہ کی نذر مانے اس کا کفارہ قسم کا کفارہ ہے اور جو شخص ایسی چیز کی نذر مانے جس کا پورا کرنا اس سے ممکن نہ ہو تو اس کا کفارہ قسم کا کفارہ ہے اور جو شخص ایسی چیز کی نذر مانے جس کو پورا کر سکے تو اس کو پورا کرے۔

(ابوداؤد، ابن ماجہ، مشکوٰۃ)

قسم

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے قسم کھائی اور اس کے ساتھ ان شاء اللہ بھی کہا (تو قسم کے خلاف کرنے میں) اس پر کوئی گناہ نہیں۔ (ترمذی، ابوداؤد، نسائی)

حضرت ابن عمرؓ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے غیر اللہ کی قسم کھائی اُس نے شرک کیا۔

(ترمذی، مشکوٰۃ)

فالؔ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا ہے کہ بد شگونی کوئی چیز نہیں ہے بہترین چیز فال نیک ہے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ فال کیا چیز ہے؟ آپؐ نے فرمایا وہ اچھا کلمہ جس کو تم میں سے کوئی شخص کسی شخص سے یا کسی ذریعے سے سُنے۔

(بخاری، مسلم، مشکوٰۃ)

حضرت عروہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے شگون بد کا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے ذکر کیا۔ آپؐ نے فرمایا بہترین چیز فال نیک ہے اور شگون بد کسی مسلمان کو اس کے مقصد اور ارادے سے نہ روکے پھر جب تم میں سے کوئی شخص کسی ایسی بات کو دیکھے جس کو وہ بُرا خیال کرتا ہے۔ (یعنی شگون بد، تو یہ کہے)

اللّٰھم لا یاتی بالحسنات الا انت ولا یدفع السیئات الا انت ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ)

خواب

حضرت ابو رزین عقیلی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مومن کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے، اور خواب جب تک اس کو بیان نہ کیا جائے پرندے کے پاؤں پر ہوتا ہے۔ (یعنی غیر مستقل اور غیر قائم) لیکن جب اس کو بیان کر دیا جائے یعنی جب اس کی تعبیر بھی بیان کر دی جاتے تو خواب واقع ہو جاتا ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ میرا خیال ہے کہ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ خواب کسی کے سامنے بیان نہ کرو مگر دوست یا عقلمند آدمی کے سامنے۔ (ترمذی، مشکوٰۃ)

علم دین کے شروع کرنے کے دن کی فضیلت

حدیث میں آیا ہے کہ علم دوشنبہ کے روز طلب کرو اس سے علم حاصل کرنے میں سہولت ہوتی ہے یہی مضمون جمعرات کے متعلق بھی آیا ہے، بعض حدیث میں بدھ کے دن کے متعلق بھی وارد ہے۔

صاحبِ ہدایہ سے منقول ہے کہ وہ کتاب شروع کرنے کا بدھ کے دن اہتمام کیا کرتے تھے، اور فرماتے تھے کہ جو چیز بدھ کے دن شروع کی جاتی ہے وہ اختتام کو پہنچتی ہے۔

(شرح تعلیم المتعلم، بہشتی زیور)

کسی سنت کا احیاء

حدیث شریف میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جو کوئی چالیس حدیثیں میری امت کو پہنچا دے تو میں خاص طور پر اس کی سفارش کروں گا۔

(جامع خیر)

فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جس وقت میری امت میں دین کا بگاڑ پڑ جائے گا اس وقت جو شخص میرے طریقے تھامے رہے گا اس کو سو شہیدوں کے برابر ثواب ملے گا۔ (بہشتی زیور)

وصیتِ نبی الرحمت صلی اللہ علیہ وسلم

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں تم لوگوں میں ایسی چیز چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم اس کو تھامے رہے تو کبھی نہ بھٹکو گے۔

ایک تو اللہ کی کتاب (قرآن مجید) دوسرے نبی کی سنت یعنی حدیث۔ (بہشتی زیور)

اُمّت پنا یعنی اُمّت ہونیکی صفت

مسلمانوں کو سچی اور کھری اُمّت بننے کی دعوت

شیخ التبلیغ حضرت مولانا محمد یوسف صاحب قدس سرہٗ کی ایک اہم تقریر

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب علیہ الرحمۃ نے اپنے وصال سے تین دن پہلے یعنی ۲۶ ذیقعدہ مطابق ۳۰ مارچ ۱۹۶۵ء منگل کے دن، بعد نماز فجر، رائیونڈ (ضلع لاہور) میں ایک اہم تقریر فرمائی تھی۔ یہ آپ کی زندگی کی ایک اہم آخری تقریر تھی۔ جو قارئین کی خدمت میں پیش ہے۔

دیکھو میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ ساری رات مجھے نیند نہیں آئی اس کے باوجود ضروری سمجھ کے بول رہا ہوں، جو سمجھ کے عمل کرے گا اللہ تعالیٰ اُسے چمکائے گا۔ ورنہ اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارے گا۔

یہ امت بڑی مشقت سے بنی ہے، اس کو اُمت بنانے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ نے بڑی مشقتیں اٹھائی ہیں اور اُن کے دشمن یہود و نصاریٰ نے ہمیشہ اس کی کوششیں کی ہیں کہ مسلمان ایک اُمت نہ رہیں بلکہ ٹکڑے ٹکڑے ہوں۔ اب مسلمان اپنا اُمت پنا (یعنی اُمت ہونے کی صفت) کھو چکے ہیں۔ جب تک یہ اُمت بنے ہوئے تھے چند لاکھ ساری دنیا پر بھاری تھے۔ ایک پکا مکان نہیں تھا۔ مسجد تک پکی نہیں تھی، مسجد میں چراغ تک نہیں جلتا تھا، مسجد نبویؐ میں ہجرت کے نویں سال چراغ جلا ہے۔ سب سے پہلا چراغ جلانے والے تمیم داریؓ ہیں وہ سنہ ۹ھ میں اسلام لائے ہیں اور سنہ ۹ھ تک قریب قریب سارا عرب اسلام میں داخل ہو چکا تھا، مختلف قومیں مختلف زبانیں، مختلف قبیلے ایک اُمت بن چکے تھے تو جب یہ سب کچھ ہو گیا۔ اس وقت مسجد نبویؐ میں چراغ جلا، لیکن حضورؐ جو نورِ ہدایت لے کر تشریف لائے تھے وہ پورے عرب میں بلکہ اس کے باہر بھی پھیل چکا تھا اور اُمت بن چکی تھی پھر یہ اُمت دنیا میں اٹھی۔ جدھر کو نکلی ملک کے ملک پیروں میں آگرے۔ یہ اُمت اس طرح بنی تھی کہ ان کا کوئی آدمی اپنے

خاندان، اپنی برادری، اپنی پارٹی، اپنی قوم، اپنے وطن، اپنی زبان کا حامی نہ تھا۔ مال و جائیداد اور بیوی بچوں کی طرف دیکھنے والا بھی نہ تھا۔ بلکہ ہر آدمی صرف یہ دیکھتا تھا کہ اللہ اور رسول کیا فرماتے ہیں۔ اُمت جب ہی بنتی ہے جب اللہ اور رسولؐ کے حکم کے مقابلے میں سارے رشتے اور تعلقات کٹ جائیں۔ جب مسلمان ایک اُمت تھے تو ایک مسلمان کے کہیں قتل ہو جانے سے ساری اُمت ہل جاتی تھی۔ اب ہزاروں لاکھوں گلے کٹتے ہیں اور کانوں پہ جوں نہیں رینگتی۔

اُمت کسی ایک قوم اور ایک علاقے کے رہنے والوں کا نام نہیں ہے۔ بلکہ سینکڑوں ہزاروں قوموں اور علاقوں سے جڑ کر اُمت بنتی ہے۔ جو کسی ایک قوم اور علاقے کو اپنا سمجھتا ہے وہ اُمت کو ذبح کرتا ہے۔ اُمت کو ٹکڑے ٹکڑے ہو کر پہلے خود ہم نے ذبح کیا ہے۔ یہود و نصاریٰ نے تو اس کے بعد کٹی کٹائی اُمت کو کاٹا ہے۔ اگر مسلمان اب پھر اُمت بن جائیں تو دنیا کی ساری طاقتیں بھی مل کر اُن کا بال بیکا نہیں کر سکیں گی۔ ایٹم بم اور راکٹ ان کو ختم نہیں کر سکیں گے لیکن اگر وہ قومی اور علاقائی عصبیتوں کی وجہ سے باہم اُمت کے ٹکڑے کرتے رہے تو خدا کی قسم تمہارے ہتھیار اور تمہاری فوجیں تم کو نہیں بچا سکیں گی۔

مسلمان ساری دنیا میں اس لیئے پٹ رہا اور مر رہا ہے کہ اس نے اُمت بننے کو ختم کر کے حضورؐ کی قربانی پہ پانی پھیر دیا ہے۔ میں یہ دل کے غم کی باتیں کہہ رہا ہوں۔ ساری تباہی اس وجہ سے ہے کہ اُمت اُمت نہ رہی بلکہ یہ بھی بھول گئے کہ اُمت کیا ہے اور حضورؐ نے کس طرح اُمت بنائی تھی؟

اُمت ہونے کے لیئے اور مسلمانوں کے ساتھ خدائی مدد ہونے کے لیئے صرف یہ کافی نہیں ہے کہ مسلمانوں میں نماز ہو، مدرسہ ہو، مدرسہ کی تعلیم ہو۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قاتل ابن ملجم ایسا نمازی اور ایسا ذاکر تھا کہ جب اس کو قتل کرتے وقت غصہ میں بھرے لوگوں نے اس کی زبان کاٹنی چاہی تو اُس نے کہا سب کچھ کر لو، لیکن میری زبان مت کاٹو تاکہ زندگی کے آخری سانس تک میں اس سے اللہ کا ذکر کرتا رہوں۔ اس کے باوجود حضورؐ نے فرمایا کہ علیؓ کا قاتل میری اُمت کا سب سے زیادہ شقی اور بدبخت ترین آدمی ہوگا اور مدرسہ کی تعلیم تو ابوالفضل اور فیضی نے بھی حاصل کی تھی اور ایسی حاصل کی تھی کہ قرآن پاک کی تفسیر بے نقط لکھ دی۔ حالانکہ انہوں نے ہی اکبر کو گمراہ کر کے دین کو برباد کیا تھا۔ تو جو باتیں ابن ملجم اور ابوالفضل اور فیضی میں تھیں وہ اُمت بننے کے لیئے اور خدا کی غیبی نصرت کے لیئے کیسے کافی ہو سکتی ہیں؟

حضرت شاہ اسمٰعیل شہیدؒ اور حضرت سید احمد شہیدؒ اور ان کے ساتھی دینداری کے لحاظ سے بہترین مجموعہ تھے۔ وہ جب سرحدی علاقے میں پہنچے اور وہاں کے لوگوں نے ان کو اپنا بڑا بنا لیا تو وہاں کے کچھ مسلمانوں کے دلوں میں یہ بات آ گئی کہ یہ دوسرے علاقے کے لوگ ان کی بات یہاں کیوں چلے۔ انہوں نے ان کے خلاف بغاوت کرا دی۔ ان کے کتنے ہی ساتھی شہید کر دیئے گئے۔ اور اس طرح خود مسلمانوں نے، علاقائی بنیاد پر اُمت بننے کو توڑ دیا۔ اللہ نے اس کی سزا میں انگریزوں کو مسلط کیا۔ یہ خدا کا عذاب تھا۔

یاد رکھو میری قوم اور میرا علاقہ اور میری برادری یہ سب اُمت کو توڑنے والی باتیں ہیں اور اللہ تعالیٰ کو یہ باتیں اتنی ناپسند ہیں کہ حضرت سعدؓ بن عبادہ جیسے بڑے صحابی سے اس سلسلہ میں جو اجتہادی غلطی ہوئی (جو اگر دب نہ گئی ہوتی تو اس کے نتیجے میں انصار اور مہاجرین میں تفریق ہو جاتی) اس کا نتیجہ حضرت سعدؓ کو دنیا ہی میں بھگتنا پڑا۔ روایات میں یہ ہے کہ ان کو جنات نے قتل کر دیا اور مدینہ میں یہ آواز سنی گئی اور بولنے والا کوئی نظر نہ آیا۔

قتلنا سید الخزرج سعد بن عبادہ
رمیناہ بسھم فلم نخط فوادہ۔

اس واقعہ نے ثابت کر دیا اور سبق دیا کہ اچھے سے اچھا آدمی بھی اگر قومیت یا علاقے کی بنیاد پر اُمت بننے کو توڑے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو توڑ کے رکھ دے گا۔

اُمت جب بنے گی جب اُمت کے سب طبقے بلا تفریق اس کام میں لگ جائیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم دے کے گئے ہیں اور یاد رکھو اُمت بننے کو توڑنے والی چیزیں معاشرت اور معاملات کی خرابیاں۔ ایک فرد یا طبقہ جب دوسرے کے ساتھ ناانصافی اور ظلم کرتا ہے اور اس کا پورا حق اس کو نہیں دیتا یا اس کو تکلیف دیتا ہے یا اس کی تحقیر اور بے عزتی کرتا ہے تو تفریق پیدا ہوتی ہے اور اُمت پنا ٹوٹتا ہے، اس لئے میں کہتا ہوں کہ صرف کلمہ اور تسبیح سے اُمت نہیں بنے گی۔ اُمت معاملات اور معاشرت کی اصلاح سے اور سب کا حق ادا کرنے اور سب کا اکرام کرنے سے بنے گی بلکہ جب بنے گی۔ جب دوسروں کے لئے اپنا حق اور اپنا مفاد قربان کیا جائے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نے اپنا سب کچھ قربان کر کے اور اپنے پر تکلیفیں جھیل کے اس اُمت کو اُمت بنایا تھا۔ حضرت عمرؓ کے زمانے میں ایک دن لاکھوں کروڑوں روپے آئے۔ ان کی تقسیم کا مشورہ ہوا۔ اس وقت اُمت بنی ہوئی تھی۔ یہ مشورہ کرنے والے کسی ایک ہی قبیلے یا ایک ہی طبقے کے نہ تھے بلکہ مختلف طبقوں اور قبیلوں کے وہ لوگ تھے، جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کے اعتبار سے بڑے اور خواص سمجھے جاتے تھے، انہوں نے مشورے سے باہم طے کیا کہ تقسیم اس طرح پر ہو کہ سب سے زیادہ حضورؐ کے قبیلے والوں کو دیا جائے اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ کے قبیلے والوں کو، پھر حضرت عمرؓ کے قبیلے والوں کو۔ اس طرح حضرت عمرؓ کے اقارب تیسرے نمبر پر آئے جب یہ بات حضرت عمرؓ کے سامنے رکھی گئی تو آپ نے اس مشورے کو قبول نہیں کیا اور فرمایا کہ اس اُمت کو جو کچھ ملا ہے اور مل رہا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے اور آپ کے صدقہ میں مل رہا ہے۔ اس لئے بس حضورؐ کے تعلق کو ہی معیار بنایا جائے جو نسب میں آپ کے زیادہ قریب ہوں ان کو زیادہ دیا جائے جو دوم، سوم، چہارم نمبر پر ہوں ان کو اسی نمبر پہ رکھا جائے۔ اس طرح سب سے زیادہ بنی ہاشم کو دیا جائے۔ اس کے بعد بنی عبد مناف کو، پھر قصی کی اولاد کو، پھر کلاب کو، پھر کعب کو، پھر مرہ کی اولاد کو۔ اس حساب سے حضرت عمرؓ کا قبیلہ بہت پیچھے پڑ جاتا تھا اور اس کا حصہ بہت کم ہو جاتا تھا مگر حضرت عمرؓ نے یہی فیصلہ کیا اور مال کی تقسیم میں اپنے قبیلے کو اتنا پیچھے ڈال

دیا۔ اس طرح بنی تھی یہ امت۔

امت بننے کے لیے یہ ضروری ہے کہ سب کی یہ کوشش ہو کہ آپس میں جوڑ ہو پھوٹ نہ پڑے حضورؐ کی ایک حدیث کا مضمون ہے کہ قیامت میں ایک آدمی لایا جائے گا جس نے دنیا میں نماز، روزہ، حج، تبلیغ سب کچھ کیا ہوگا، مگر وہ عذاب میں ڈالا جائے گا کیونکہ اس کی کسی بات نے امت میں تفریق ڈالی ہوگی۔ اس سے کہا جائے گا چکھ لے اپنے اس ایک لفظ کی سزا بھگت لے، جس کی وجہ سے امت کو نقصان پہنچا، اور ایک دوسرا آدمی ہوگا جس کے پاس نماز، روزہ، حج وغیرہ کی بہت کمی ہوگی اور وہ خدا کے عذاب سے بہت ڈرتا ہوگا مگر اس کو بہت ثواب سے نوازا جائے گا۔ وہ خود پوچھے گا کہ یہ کرم میرے کس عمل کی وجہ سے ہے۔ اس کو بتایا جائے گا کہ تو نے فلاں موقع پر ایک بات کہی تھی جس سے امت میں پیدا ہونے والا ایک فساد رک گیا اور بجائے توڑ کے جوڑ پیدا ہوگیا۔ یہ سب تیرے اسی لفظ کا صلہ اور ثواب ہے۔

امت کے بنانے اور بگاڑنے، توڑنے اور جوڑنے میں سب سے زیادہ دخل زبان کا ہوتا ہے یہ زبان دلوں کو جوڑتی بھی ہے اور پھاڑتی بھی ہے۔ زبان سے ایک بات غلط اور فسادی نکل جاتی ہے اور اس پر لاٹھی چل جاتی ہے اور پورا فساد کھڑا ہو جاتا ہے اور ایک ہی بات جوڑ پیدا کر دیتی ہے اور پھٹے ہوئے دلوں کو ملا دیتی ہے۔ اس لئے سب سے زیادہ ضرورت اس کی ہے کہ زبانوں پر قابو ہو اور یہ جب ہو سکتا ہے کہ بندہ ہر وقت اس کا خیال رکھے کہ خدا ہر وقت ہر جگہ اس کے ساتھ ہے۔ اور اس کی ہر بات کو سن رہا ہے۔

مدینہ میں انصار کے دو قبیلے تھے اوس اور خزرج ان میں پشتوں سے عداوت اور لڑائی چلی آرہی تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت فرما کر مدینہ پہنچے اور انصار کو اسلام کی توفیق ملی تو حضورؐ کی اسلام کی برکت سے ان کی پشتوں کی لڑائیاں ختم ہوگئیں اور اوس و خزرج شیر و شکر ہو گئے۔ یہ دیکھ کر یہودیوں نے اسکیم بنائی کہ کس طرح ان کو پھر سے لڑایا جائے۔ ایک مجلس میں جس میں قبیلوں کے آدمی موجود تھے۔ ایک سازشی آدمی نے ان کی پرانی لڑائیوں سے متعلق کچھ شعر پڑھ کے اشتعال پیدا کر دیا۔ پہلے تو زبانیں ایک دوسرے کے خلاف چلیں پھر دونوں طرف سے ہتھیار نکل آئے حضورؐ سے کسی نے جا کر کہا۔ آپ فوراً تشریف لائے اور فرمایا کہ میرے ہوتے ہوئے تم آپس میں خون خرابہ کرو گے۔ آپؐ نے بہت مختصر مگر درد سے بھرا ہوا خطبہ دیا۔ دونوں فریقوں نے محسوس کر لیا کہ ہمیں شیطان نے ورغلایا، دونوں رو دئے اور گلے ملے اور یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ یاایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللّٰہ حق تقاتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون، الخ۔

"اے مسلمانو خدا سے ڈرو جیسا اس سے ڈرنا چاہئے اور مرتے دم تک پورے پورے مسلم اور خدا کے فرماں بردار بندے بنے رہو" جب آدمی ہر وقت خدا کا خیال رکھے گا اس کے قہر و عذاب سے ڈرتا رہے گا اور ہر دم اس کی تابعداری کرے گا تو شیطان بھی اسے نہیں بہکا سکے گا اور امت پھوٹ سے اور ساری خرابیوں سے محفوظ رہے گی۔

واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعاً ولا تفرقوا واذکروا نعمت اللّٰہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخواناً وکنتم علیٰ شفا حفرۃ من النار فانقذکم منھا" اور اللہ کی رسی کو یعنی اس کی کتاب پاک اور اس کے دین کو سب مل کر مضبوطی کے ساتھ تھامے رہو۔ یعنی پوری اجتماعیت کے ساتھ اور امت بننے کی صفت کے ساتھ سب مل جل کر دین کی رسی کو تھامے رہو اور اس میں لگے رہو اور قوم کی بنیاد پر یا علاقے کی بنیاد پر یا کسی اور بنیاد پر ٹکڑے ٹکڑے نہ ہو اور اللہ کے اس احسان کو نہ بھولو کہ اس نے تمہارے دلوں کی وہ عداوت اور دشمنی ختم کر کے جو پشتوں سے تم میں چلی آرہی تھی۔ تمہارے دلوں میں الفت پیدا کر دی اور تمہیں باہم بھائی بھائی بنا دیا اور تم آپس میں لڑتے وقت دوزخ کے کنارے پر کھڑے تھے۔ بس گرنے ہی والے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو تھام لیا اور دوزخ سے بچا لیا۔

شیطان تمہارے ساتھ ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ تم میں ایک گروہ ایسا ہو جس کا موضوع ہی بھلائی اور نیکی کی طرف بلانا اور ہر برائی اور ہر فساد سے روکنا ہو۔

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولٰئک ھم المفلحون

امت میں ایک گروہ وہ ہو، جس کا کام اور موضوع ہی یہ ہو کہ وہ دین کی طرف اور ہر قسم کے خیر کی طرف بلائے۔ ایمان کے لئے اور خیر اور نیکی کے راستے پر چلنے کے لئے محنت کرتا رہے۔ نمازوں پر محنت کرے ذکر پر محنت کرے۔ برائیوں اور معصیتوں سے بچانے کے لئے محنت کرے اور ان محنتوں کی وجہ سے امت ایک ہی امت بنی رہے۔

ولا تکونوا کالذین تفرقوا واختلفوا من بعد ما جاءھم البینٰت واولٰئک لھم عذاب عظیم۔ جو لوگ ان ہدایتوں کے بعد بھی شیطان کی پیروی کریں گے اور الگ الگ راہوں پر چل کے اختلاف پیدا کریں گے اور امت بننے کو توڑیں گے تو ان پر خدا کی سخت مار پڑے گی۔

(اولٰئک لھم عذاب عظیم)

دین کی ساری چیزیں تعلیم اور جوڑنے والی اور جوڑنے کے لئے ہیں۔ نماز میں جوڑ ہے۔ روزہ میں جوڑ ہے، حج میں، قوموں اور ملکوں اور مختلف زبانوں کا جوڑ ہے تعلیم کے حلقے جوڑنے والے ہیں مسلمانوں کا اکرام اور باہم محبت اور تحفہ تحائف کا لین دین یہ سب جوڑنے والی اور جنت میں لے جانے والی چیزیں ہیں۔ اور قیامت میں ان اعمال کے لئے محنتیں کرنے والوں کے چہرے نورانی ہوں گے اور ان کے برخلاف باہم بغض وحسد، غیبت، چغل خوری، توہین وتحقیر اور دل آزاری یہ سب پھوٹ ڈالنے والے اور توڑنے والے اور دوزخ میں لے جانے والے اعمال ہیں اور ان اعمال والے آخرت میں روسیاہ ہوں گے۔

یوم تبیض وجوہ، فاما الذین اسودت وجوھھم اکفرتم بعد ایمانکم فذوقوا العذاب بما کنتم تکفرون، واما الذین ابیضت وجوھھم ففی رحمۃ اللّٰہ ھم فیھا خٰلدون۔

جنہوں نے پھوٹ ڈال کے اور پھوٹ والے اعمال کر کے امت کو توڑا ہوگا۔ وہ قیامت کے دن قبروں

سے کالے مونہہ اٹھیں گے اور اُن سے کہا جائے گا کہ تم نے ایمان و اسلام کے بعد کفر والوں کا طریقہ اختیار کیا اب تم یہاں دوزخ کا عذاب چکھو اور ٹھیک راستے پر چلنے والے ہوں گے، اُن کا چہرہ نورانی اور چمکتا ہوا ہو گا اور وہ ہمیشہ اللہ کی رحمت میں اور جنت میں رہیں گے۔

میرے بھائیو دوستو! یہ سب آیتیں اُس وقت اُتری تھیں۔ جب یہود نے انصار میں پھوٹ ڈالنے کی کوشش کی تھی۔ اور اُن کے دو قبیلوں کو ایک دوسرے کے مقابل کھڑا کر دیا تھا۔ ان آیتوں میں مسلمانوں کی باہمی پھوٹ اور لڑائی کو کفر کی بات کہا گیا ہے۔ اور آخرت کے عذاب سے ڈرایا گیا ہے۔ آج ساری دنیا میں اُمت پنا توڑنے کی محنت چل رہی ہے۔ اس کا علاج اور توڑ یہی ہے کہ تم اپنے کو حضورؐ والی محنت میں لگا دو مسلمانوں کو مسجدوں میں لاؤ۔ وہاں ایمان کی باتیں ہوں تعلیم اور ذکر کے حلقے ہوں، دین کی محنت کے مشورے ہوں، مختلف طبقوں کے اور مختلف برادریوں کے اور زبانوں والے لوگ مسجدِ نبویؐ کے طریقے پر ان کاموں میں جڑیں، تب اُمت پنا آئے گا۔ ان باتوں سے بچیں، جن سے شیطان کو پھوٹ ڈالنے کا موقع ملے جب تین بیٹھیں تو اس کا خیال رکھیں کہ چوتھا ہمارے ساتھ اللہ ہے۔ چار یا پانچ بیٹھیں تو ہمیشہ یاد رکھیں کہ پانچواں یا چھٹا اللہ ہمارے ساتھ ہی موجود ہے اور وہ ہماری ہر بات سُن رہا ہے اور دیکھ رہا ہے کہ ہم اُمت بنانے کی بات کر رہے ہیں یا اُمت پنا توڑنے کی۔ ہم کسی کی غیبت یا چغلخوری تو نہیں کر رہے۔ کسی کے خلاف سازش تو نہیں کر رہے۔ یہ اُمت حضورؐ کے خون اور فاقوں سے بنی تھی۔ اب ہم اپنی معمولی معمولی باتوں پر اُمت کو توڑ رہے ہیں۔

یاد رکھو نماز جمعہ چھوڑنے پر بھی اتنی پکڑ ہو گی جتنی اُمت کے توڑنے پر ہو گی۔ اگر مسلمانوں میں اُمت پنا آجائے تو وہ دنیا میں ہرگز ذلیل نہ ہوں گے۔ رُوس اور امریکہ کی طاقتیں بھی اُن کے سامنے جھکیں گی اور اُمت پنا جب آئے گا جب "اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ" مسلمانوں کا عمل ہو۔ یعنی ہر مسلمان دوسرے مسلمان کے مقابلے میں چھوٹا بننے اور ذلت و تواضع اختیار کرنے کو اپنائے تبلیغ میں اسی کی مشق کرنی ہے جب مسلمانوں میں "اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ" والی صفت آجائے گی تو وہ دنیا میں "اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ" یعنی کافروں کے مقابلے میں زبردست اور غالب ضرور ہوں گے۔ چاہے وہ کافر یورپ کے ہوں یا ایشیا کے۔

میرے بھائیو دوستو! اللہ اور رسولؐ نے ان باتوں سے شدت اور سختی سے منع فرمایا ہے جن سے دلوں میں فرق آجائے اور پھوٹ کا خطرہ بھی ہو۔ دو دو چار چار الگ کانا پھوسی کریں۔ اس سے شیطان دلوں میں بدگمانی پیدا کر سکتا ہے۔ اس سے منع فرمایا گیا اور اس کو شیطانی کام بتایا گیا۔

"اِنَّمَا النَّجْوٰى مِنَ الشَّيْطٰنِ لِيَحْزُنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيْسَ بِضَآرِّهِمْ شَيْئًا اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ" اسی طرح تحقیر اور استہزاء اور تمسخر سے منع فرمایا گیا۔ "لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ" اس سے بھی منع فرمایا گیا ہے کہ دوسرے کی کوئی بُرائی جو معلوم نہ ہو، اس کو تجسس کر کے معلوم کیا جائے اور جو بُرائی کسی کو معلوم ہو گئی ہو اس کو دوسروں کے سامنے ذکر کرنے سے منع فرمایا گیا اور غیبت کو حرام کیا گیا۔ غیبت اس کا نام ہے کہ جو واقعی بُرائی کسی کی معلوم ہو اس کا ذکر کسی سے کیا جائے۔

"وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا"

یہ تحقیر اور تمسخر اور تجسس اور غیبت سب وہ چیزیں ہیں جو آپس میں تفرقہ پیدا کر کے اُمت پنے کو توڑتی ہیں۔ ان سب کو حرام قرار دیا گیا اور ایک دوسرے کا اکرام و احترام کرنا جس سے اُمت جڑتی بنتی ہے۔ اس کی تاکید فرمائی گئی اور دوسروں سے اپنا اکرام چاہنے سے منع کیا گیا۔ کیونکہ اس سے اُمت بنتی نہیں بگڑتی ہے۔ اُمت جب بنے گی جب ہر آدمی یہ طے کرے کہ میں عزت کے قابل نہیں ہوں۔ اس لئے مجھے عزت لینی نہیں بلکہ دوسروں کی عزت کرنی ہے۔ اور دوسرے سب لوگ اس قابل ہیں کہ میں ان کی عزت کروں، ان کا اکرام کروں۔

اپنے نفسوں اور اپنی ذاتوں کو قربان کیا جائے گا تو اُمت بنے گی اور اُمت بنے گی تو عزت ملے گی۔ عزت اور ذلت روس اور امریکہ کے قبضوں میں نہیں ہے بلکہ خدا کے ہاتھ میں ہے اور اُس کے یہاں اصول اور ضابطہ ہے۔ جو شخص یا قوم۔ خاندان۔ طبقہ چمکانے والے اُصول اور اعمال لا دے گا۔ اس کو چمکا دیں گے جو مٹنے والے کام کرے گا اس کو مٹا دیں گے۔ یہود نبیوں کی اولاد ہیں۔ اُصول توڑے تو اللہ نے ٹھوکر مار کے ان کو توڑ دیا صحابہ کرامؓ بت پرستوں کی اولاد تھے۔ انہوں نے چمکانے والے اصول اختیار کئے تو اللہ نے ان کو چمکا دیا۔ اللہ کی رشتہ داری کسی سے نہیں۔ اس کے ہاں اُصول اور ضابطہ ہے۔

دوستو! اپنے کو اس محنت پر جھونک دو کہ حضور

باقی صہ ۲۷ پر

ARFI JEWELLERS
عارفی جیولرز
FOR CREATION OF ATTRACTIVE
JEWELLERY
ممتاز زیورات ـ منفرد ڈیزائن
A Perfect Setting for a perfect Woman
Where trust is a Tradition.
فون
ARFI JEWELLERS 626236
34-MUHAMMADI SHOPING CENTRE
BLOCK-G-HAIDRY NORTH NAZIMABAD KARACHI PAKISTAN

اسلامی عدل

اسلام نے ہم پر جو ذمہ داریاں عائد کی ہیں انہیں پورا کرنے اور ہر ایک کے ساتھ انصاف کرنے کا نام عدل ہے۔

از: محمد اقبال، حیدر آباد

ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ عدل و احسان اور رشتہ داروں سے حسن سلوک کا حکم فرماتے ہیں۔

عدل کے معنی ہیں مساوات اور برابری۔ مساوات اور برابری کبھی دل کی آنکھ سے نظر آتی ہے اور کبھی چہرے کی آنکھ سے جن کو اللہ تعالیٰ نے دونوں آنکھیں عطا کی ہیں ان کو تو سمجھانے کی ضرورت نہیں لیکن جس کو صرف چہرے کی آنکھ ملی ہے دل کی آنکھ نہیں ملی ان کو خدا سے دعا کرنی چاہیئے کہ جس طرح اے اللہ! چہرے پر آنکھ دی ہے دل کی بھی آنکھ عطا فرما اس لئے کہ دل کو بھی کچھ نظر آجاتا ہے اسی سے مراد فراست ایمانی ہے جو خاص طور اللہ تعالیٰ مومن کو عطا فرماتے ہیں ایمانی فراست ہے دل کی آنکھ سے دیکھنا

عدل یا برابری ہوتی ہے کبھی دل کی آنکھ سے نظر آنے والی اور کبھی چہرے کی آنکھ سے نظر آنے والی جیسے ایک جانب آپ نے اس میں گندم بھر دیا۔ اور چاول کو برابر کر دیا یہ برابری تو آنکھ کو نظر آتی ہے اس کو بھی عدل کہتے ہیں۔ اور ایک برابری وہ ہے جو آنکھوں سے نظر نہیں آتی مگر دل سے سمجھ میں آتی ہے جیسے جتنا جس کا قصور اتنی ہی سزا جیسی کسی کی خدمت اتنا ہی اس کو صلہ۔ بس اگر چھٹانک بھر تمہارا قصور ہے تو چھٹانک بھر سزا اور اگر تمہاری خدمت چھٹانک بھر ہے تو صلہ ایک چھٹانک بھر یہ بھی برابر ہے اس سے زیادہ نہیں اس لئے عدل صفت ہے اللہ کی لیکن یہ شان کرم ہے اللہ کی۔ اللہ تعالیٰ ہم سے اور آپ سے عدل کے ساتھ برتاؤ نہیں فرمائیں گے۔ فضل کے ساتھ عطا فرمائیں گے۔

عدل انصاف کو بھی کہتے ہیں۔ انصاف کا معنی آپ کے اور ہمارے یہاں یہ ہے کہ ایک طرف قانون اور ایک طرف جزا یا سزا۔ قانون جزا کے مطابق ہو جائے۔ سزا قانون کے مطابق ہو جائے یا بدلہ قانون کے مطابق ہو جائے۔ تو معلوم ہوا کہ دونوں کے دونوں برابر ہو گئے۔ اس کا نام انصاف ہے اس کو بھی انصاف اس لئے کہتے ہیں۔ یہ چند باتیں ضرور غور کرنے کی ہیں۔ کہ جس پیمانے سے آپ جزا کو ناپ رہے ہیں اور جس پیمانے سے آپ سزا کو ناپ رہے ہیں۔ آپ کا وہ پیمانہ خود بھی انصاف پر مبنی ہے یا نہیں یا وہ پیمانہ ہی ظلم پر مبنی ہے۔

دنیا آج جس کا نام عدل و انصاف رکھتی ہے وہ عدل و انصاف کے معنی سے بے خبر ہیں۔ اس لئے کہ لوگ تو صرف اتنا جانتے ہیں کہ جو قانون ان کی ناقص عقلیں اور ناقص فکریں بنا بنا کر رکھ دیتی ہیں اسی کے مطابق فیصلہ کرنے کا نام انہوں نے انصاف رکھا ہے حالانکہ وہ انصاف اس لئے نہیں کہ جو قانون تم نے بنایا وہ خود ظالمانہ ہے اس کے مطابق فیصلہ کیسے منصفانہ ہو سکتا ہے فیصلہ بھی ظالمانہ ہی ہوگا۔

آج سے ۲۵ سال پہلے ایک قانون کی کتاب پڑھی تھی جس میں افریقی ممالک کا قانون درج تھا قانون پڑھنے سے معلوم ہوا کہ یہاں دو قانون ہیں۔ ایک کالوں کے لئے ایک گوروں کے لئے اور وہ یہ ہے کہ اگر کوئی کالا آدمی سفید رنگ والی عورت کی عزت و آبرو پر حملہ کرے تو اس کے بدلے میں اس کالے آدمی کو موت کی سزا پھانسی کی سزا اور اگر سفید رنگ والا آدمی کالے رنگ والی عورت کی عزت و آبرو پر حملہ کر دے تو پانچ سال کی قید یہ قانون ہے؟ — ایمانداری سے بتلائیں کہ کیا یہ عصمت و آبرو کا تصور رنگ پر مبنی ہے؟۔

آپ اندازہ لگائیے کہ کالے اور گورے کی عزت برابر ہے لیکن وہاں کی عدالت اگر فیصلہ دیتی ہے کہ کالے کو پھانسی کی سزا اور گورے کو پانچ سال کی قید۔ کیا آپ اس کو بھی انصاف کہیں گے؟ اسلام اس کو ظلم کہے گا اس لئے کہ جس قانون کے مطابق عدالت نے فیصلہ دیا ہے وہ قانون انصاف پر مبنی نہیں ظلم پر مبنی ہے اس کے مطابق فیصلے کا نام ہرگز انصاف نہیں ہو سکتا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ عدل و انصاف اس وقت میسر آسکتا ہے جب کہ جس پیمانے اور جس قانون اور جس ضابطے کے مطابق آپ فیصلہ کر رہے ہیں۔ وہ قانون اور ضابطہ بھی انصاف پر مبنی ہو ظلم پر مبنی نہ ہو اور وہ عدل انسان کو میسر نہیں آسکتا جب تک کہ قانون اللہ کا نہ ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ کی نظر میں کالے گورے امیر غریب ضعیف کمزور سب برابر ہیں۔

انسانی قانون پر غور فرمائیے اگر امیروں کو یہ حق دے دیا جائے کہ وہ غریبوں کے لئے قانون بنائیں تو کیا غریبوں کو وہ چھوڑیں گے اور اگر کہیں غریبوں کو یہ موقع مل جائے تو کیا وہ امیروں سے انتقام نہ لیں گے؟۔

الغرض آپ نے جو نظام مقرر کیا وہ یہ ہوا کہ جو جیتے امیر وہ نے غریبوں پر ظلم کیا اور جو جیتے غریب امیر پر ظلم کریں اور اسلام کہتا ہے کہ نظام وہ ہونا چاہیئے کہ ظلم معاشرے میں جڑ سے اکھڑ جائے اور وہ اس وقت تک ممکن نہیں جب تک کہ قانون خدا کا نہ ہو جب تک کہ حاکم یا فیصلہ کرنے والا خدا کو ماننے والا نہ ہو جب تک اس کے دل میں خدا کا خوف نہ ہو اس وقت تک انصاف میسر نہیں آسکتا۔

ایک مثال امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی سنیئے! امیر المومنین حضرت علیؓ ایک یہودی سے کہتے ہیں کہ یہ زرہ جو تیرے پاس ہے یہ میری ہے یہ میں نے پہچان لی ہے۔ یہودی کی یہ مجال دیکھئے کہ کہتا ہے کہ اے امیر المومنین! بے شک آپ امیر المومنین ہیں لیکن یہ زرہ آپ کی نہیں۔ میں آپ کو دینے کو تیار نہیں یہ تو میری ہے اور اگر آپ کا یہ دعویٰ ہے تو آپ اس کو عدالت میں لے جائیے عدالت کے ذریعے حاصل کر لیجئے۔ امیر المومنین عدالت میں جا رہے ہیں۔ قاضی شریح کی عدالت ہے جس کو معلوم ہے کہ یہ امیر المومنین کی عدالت نہیں ہے اللہ کی عدالت ہے اور اللہ کے قانون کی عدالت ہے اور امیر المومنین بھی اس کا اتنا ہی پابند ہے جیسا کہ مجھ یا جیسا کہ عام آدمی پابند ہے۔ قاضی صاحب نے امیر المومنین سے کہا کہ آپ نے دعویٰ کیا ہے کہ اس کے لئے دو گواہ آپ کو پیش کرنے ہوں گے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک اپنے فرزند امام حسنؓ کا نام لیا اور دوسرے ایک آزاد کردہ غلام کا۔ قاضی شریح نے فرمایا۔ (دنیا کی آنکھوں نے کبھی ایسا عدل و انصاف نہیں دیکھا ہوگا) اے امیر المومنین

آزاد کردہ غلام کی شہادت میں اس لئے قبول کئے لیتا ہوں کہ آپ اس غلام کو آزاد کر چکے ہیں لیکن بیٹے کی شہادت باپ کے حق میں معتبر نہیں ہے، اس لئے شہادت قبول نہیں کی جاتی، اگر آپ قاضی شریح سے پوچھیں کہ کیا آپ کو شبہ ہے کہ امام حسنؓ غلط بیانی سے کام لیں گے تو قاضی شریح آپ کو قسم کھا کر جواب دیں گے کہ ساری ملت کی صفائی ایک طرف ہے امام حسنؓ کی سچائی ایک طرف! یہ وجہ نہیں ہے وجہ یہ ہے کہ اسلام کا حکم اور ضابطہ ہے قیامت تک حضرت علیؓ جیسے باپ اور حضرت امام حسنؓ جیسے بیٹے ہی تو نہیں آئیں گے اور قانون قیامت تک کے لئے ہے اس لئے آج ہی اس پر عمل کیا جائے۔ بیٹے کی شہادت باپ کے حق میں معتبر نہیں ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں "اور تو میرے پاس کوئی شہادت اور گواہ نہیں ہے۔" قاضی شریح نے کہا کہ یہ عدالت اللہ کے قانون کی عدالت ہے اگر آپ شہادت نہیں پیش کر سکتے تو آپ کا مقدمہ خارج کیا جاتا ہے اور یہ زرہ یہودی کو دی جاتی ہے اور یہودی زرہ لے کر عدالت کے دروازے سے باہر نکل گیا۔ امیر المومنین بھی آرہے ہیں یہودی بھی آرہا ہے لیکن یہ یاد رکھئے یہودی کا دل بدل گیا۔ اس لئے کہ وہ زرہ واقعی حضرت علیؓ کی تھی لیکن وہ یہودی تو دیکھنا چاہتا تھا کہ مسلمان تو دعویٰ کرتے ہیں کہ ہمارا دین اللہ کا دین ہے ذرہ دیکھیں کہ ان میں عدل وانصاف کیسا ہے۔ اس یہودی نے باہر نکل کر حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑا اور کہا

"اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمد رسول اللہ"

یہ زرہ آپ کی ہے میں یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ آپ لوگوں میں عدل وانصاف کیسا ہے اور روئے زمین پر ایسے عدل وانصاف کی مثال نہیں مل سکتی جیسے آج آپ کی عدالت میں ہوا۔

سلطان ملک شاہ سلجوقی ایک دن ایک ندی کے کنارے شکار کر رہا تھا اس نے تھکن دور کرنے کے لیے تھوڑی دیر ایک سبزہ زار میں ڈیرہ لگایا اس کے ایک خاص غلام نے لب نہر ایک گائے چرتی ہوئی دیکھی حکم دیا کہ اس کو ذبح کر کے کباب بنائے جائیں۔ گائے کی مالک ایک بڑھیا تھی جس کے چار یتیم بچے تھے جن کی گزران اس گائے کے دودھ پر ہوتی تھی جب اسے یہ واقعہ معلوم ہوا تو بے ہوش ہوگئی۔ ہوش آیا تو جس پل پر سے سلطان کی سواری آنے والی تھی اس پر انتظار میں بیٹھ گئی۔ اچانک شاہی لشکر آ پہنچا۔ بڑھیا نے آگے بڑھ کر سلطان کے گھوڑے کی باگ پکڑ لی۔ اس غلام نے اسے چابک مار کر اسے پیچھے ہٹانا چاہا سلطان نے کہا: "چھوڑ دے یہ مظلوم معلوم ہوتی ہے ہم معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ اس پر کیا ظلم ہوا ہے؟ اور کس نے اس پر زیادتی کی ہے پھر بڑھیا کی طرف متوجہ ہو کر کہا "کیا بات ہے؟" بڑھیا نے کہا "اے الپ ارسلان کے بیٹے! اگر تو نے ندی کے پل پر میرے ساتھ انصاف نہ کیا تو خدائے واحد کی عزت وجلال کی قسم پل صراط پر سے گذرنے کے وقت جب تک تجھ سے اپنا انصاف نہ کرا لوں گی تیرا دامن نہ چھوڑوں گی خوب سوچ لے کہ ان دو پلوں میں سے کون سا پل تیرے لئے مناسب رہے گا" سلطان اس بات کی ہیبت سے گھوڑے سے اتر کر پیادہ ہو گیا اور کہا "اے میری ماں! پناہ بخدا۔ اس پل (صراط) پر جواب دینے کی طاقت مجھ میں نہیں۔ بتا کہ تجھ پر کس نے ظلم کیا ہے تاکہ اس سے بدلہ لوں۔ بڑھیا نے کہا: یہی غلام جس نے تیرے سامنے مجھ پر چابک اٹھایا اس نے میری زندگی کو تلخ کر دیا۔ وہ گائے جس کے دودھ سے میری اور میرے یتیموں کی زندگی بسر ہو رہی تھی اس نے ذبح کر کے کھا لی۔ ملک شاہ نے حکم دیا کہ غلام کو پوری سزا دی جائے اور بڑھیا کو ایک گائے کے عوض مال حلال سے ستر گائیں خرید کر دی جائیں۔ کچھ دنوں بعد سلطان کا انتقال ہو گیا۔ بڑھیا ابھی زندہ تھی آدھی رات کو قبر پر گئی اور نہایت عجز ونیاز سے بارگاہ الٰہی میں دعا کی۔ الٰہی آپ کا یہ بندہ جو اس مٹی میں مدفون ہے اس نے سخت عاجزی وبے کسی کے وقت میری دستگیری کی تھی اس وقت یہ سخت عاجز وبے کس ہے آپ اس کی دستگیری فرمائیں، میں بے بس تھی اور یہ ایک عاجز مخلوق تھا۔ اس کے باوجود اس نے مجھ پر بخشش کی، اس وقت یہ بے بس ہے آپ اپنی خالقیت کی قوت کے ساتھ اس کی بخشش فرمائیں۔

عابدوں میں سے ایک شخص نے ملک شاہ کو خواب میں دیکھا پوچھا کہ خدائے تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ اس نے جواب دیا کہ اگر اس بڑھیا کی دعا میرے کام نہ آتی تو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچ نکلنے کی کوئی صورت نہ تھی۔ میں نے اس کے ساتھ انصاف کیا اس نے میرے حق میں دعا کی، اس دعا کی برکت سے میرے لئے رحمت کا دروازہ کھل گیا۔

حضرت علی بن ربیعہؓ نے فرمایا کہ جعدہؓ نے حضرت علیؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ آپ کی خدمت میں اے امیر المومنین دو آدمی آتے ہیں۔ ان میں سے ایک کو تو آپ اس قدر عزیز ہیں کہ اسے اتنی محبوب اپنی جان نہیں۔ یا جعدہؓ نے اسطرح کہا کہ اس کے اہل اور اس کے مال سے آپ اسے زیادہ محبوب ہیں اور دوسرے کا یہ حال ہے کہ اگر اسے آپ کے ذبح کرنے پر قابو مل جائے تو وہ آپ کو ذبح کر دے۔ آپ اس ذبح کرنے والے کے لئے فیصلہ محبت رکھنے والے کے خلاف دیتے ہیں۔ حضرت علیؓ نے جعدہؓ کے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا اگر یہ فیصلہ میری چیز ہوتی تو میں (تیری منشا کے مطابق) کرتا لیکن یہ ایک ایسی شے ہے جو صرف اللہ کے لئے ہے۔

معتصم باللہ عباسی کے زمانے میں ایک معتمد جرنیل تھا بغا اس کا نام تھا۔ اس کا بیٹا تھا موسیٰ۔ موسیٰ قاضی احمد بن بدیل کے سامنے پیش ہوا۔ موسیٰ کوئی جائداد خریدنا چاہتا تھا۔ جائداد کے مالکوں میں ایک یتیم بھی تھا۔ موسیٰ کے کارندے نے محسوس کیا کہ قاضی احمد یتیم کی طرف جھک رہے ہیں انہیں توجہ دلائی گئی کہ معاملہ موسیٰ بن بغا کا ہے۔ قاضی احمد نے بے دھڑک اور برجستہ جواب دیا: "اللہ تمہاری عزت برقرار رکھے۔ دوسرے پہلو پر بھی نظر ڈالو۔ معاملہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ہے۔" کارندہ راوی ہے کہ اس جواب سے میری گردن جھک گئی اور میں نے موسیٰ کو یہ جواب سنایا تو موسیٰ کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔

عدل کے معنی ہیں انصاف مگر انصاف کب ملتا ہے جب خدا کا قانون ہو، اگر قانون انسانوں کا ہو اس میں کوئی نہ کوئی پہلو ظلم کا ملتا ہے کوئی نہ کوئی زیادتی کا پہلو موجود ہوتا ہے لہٰذا صحیح معنی میں انصاف میسر نہیں آ سکتا۔ عدل کے معنی میں یہ بھی شامل ہے کہ اسلام نے وہ تمام ذمہ داریاں جو ہم پر عائد کی ہیں ان تمام ذمہ داریوں کا نام ہے عدل، وہ تمام فرائض وواجبات جو ہمارے ذمے ضروری ہیں سب میں شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہم کو جو دین عطا فرمایا ہے اس کا مقصد قیام عدل ہے خدا کے ساتھ صحیح برتاؤ کرو گے جو توحید کا تقاضا ہے تو یہ عدل ہے اللہ کے ساتھ اور جو انسانوں کے حقوق اس طریقہ پر ادا کرو گے جو اللہ اور اللہ کے رسولؐ نے بتائے ہیں تو یہ انسانوں کے ساتھ عدل ہے۔

مطلب یہ ہے کہ ہم اور آپ مل کر اللہ کے اور انسانوں کے دونوں کے حقوق ادا کریں یہ عدل ہوگا۔ ●●

احسان، عفو و درگذر اور حلم و بردباری

تلخیص: عبداللہ حنی ندوی

احسان

دوسرے کے ساتھ ایسا سلوک کرنا جس سے اس کا دل خوش ہو، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ان اللہ یأمر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ (نحل)

(اللہ تعالیٰ انصاف اور لوگوں کے ساتھ احسان کرنے کا اور قرابت کو دینے کا حکم دیتا ہے)

اور سب سے بڑھ کر یہ کہ خود خدائے تعالیٰ سب سے بڑا محسن ہے کیونکہ اس نے ہر انسان پر بے شمار نعمتیں اتاری ہیں اور ہر مخلوق اس کے احسان سے دبی ہوئی ہے اس کو قرآن مجید میں یوں کہا گیا ہے

ان تعدوا نعمۃ اللہ لا تحصوھا ان الانسان لظلوم کفار (ابراہیم)

(اگر اللہ کے احسان گنو تو ان کو پورا نہ گن سکو گے بے شک انسان بے انصاف ناشکرا ہے۔)

اس لئے اب یہ بات اور اہم ہو جاتی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان کیا تو ہم اس کی اور دوسری مخلوقات کے ساتھ بھی احسان کریں اور اس میں کوتاہی نہ کریں اگر کسی پریشان حال کو دیکھیں تو اس کی مدد کریں اس کا ہاتھ بٹائیں اس کا غم غلط کریں اور اگر مالی اعانت کی ضرورت ہو تو اس میں دریغ نہ کریں۔

حضرت براء بن عازب صحابی کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک بدوی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارک میں حاضر ہو کر درخواست کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کوئی ایسی بات بتائیے جس کے کرنے سے جنت نصیب ہو ارشاد ہوا تمہاری تقریر تو مختصر ہے لیکن تمہارا سوال بہت بڑا ہے تم جانوں کو آزاد کرو اور گردنوں کو چھڑاؤ اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا یہ دونوں باتیں ایک ہی نہیں فرمایا نہیں اکیلے اگر کسی کو آزاد کرتے ہو تو یہ جان کا آزاد کرنا ہے اور کسی دوسرے کے ساتھ شریک ہو کر کسی کی آزادی کی قیمت میں مالی مدد دینا گردن چھڑانا ہے اور ناگا دیتے رہو اور ظالم رشتہ دار کے ساتھ نیکی کرو اور اگر یہ بھی نہ کر سکو تو اپنے آپ کو بھلائی کے سوا اور باتوں سے روکو (مستدرک حاکم)

عفو و درگزر، حلم و بردباری

عفو و درگزر اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی صفت ہے، اگر دنیا میں عفو و درگزر چھوڑ دیا جائے تو یہ ابھری پری دنیا دو دن میں ویرانہ میں تبدیل ہو جائے قرآن مجید میں ہے۔

ھو الذی یقبل التوبۃ عن عبادہ ویعفو عن السیئات۔ (وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور برائیوں کو معاف کرتا ہے) اور قرآن مجید کی یہ آیت بتاتی ہے کہ جو لوگ اپنے بھائیوں کی غلطیوں سے درگزر کرتے ہیں اور قصور کو معاف کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ بھی ایسے لوگوں کو معاف کرتا ہے

ولیعفوا ولیصفحوا الا تحبون ان یغفر اللہ لکم (نور)

(اور چاہئے کہ وہ معاف کر دیں اور درگزر کر دیں کیا تم نہیں چاہتے کہ خدا تم کو معاف کرے اور اللہ معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے)

عہد نبوی کا ایک اہم واقعہ

از: مولانا حافظ محمد اکرم طوفانی، سرگودھا۔

دین اسلام مسلمانوں کا عظیم تر اور مقدس سرمایہ ہے اللہ اور اس کے رسول نے عہد اول کے مسلمانوں کو اسی نہج پر تیار فرمایا تھا متاع حیوانی کا نقصان قابل برداشت ہے، قابل عفو ہے لیکن دینی اقدار کو مٹتے ہوئے دیکھ کر خاموش بیٹھ جانا سنگین جرم ہے۔ دینی اقدار کو اجاگر کرنا اور ان کا دفاع کس قدر ضروری ہے اس واقعہ سے اندازہ لگانا آسان ہے جو عہد نبوی میں پیش آیا۔ یہ قرآن و سنت کے احکام ہیں دیکھیں، صاحب شریعت کا اس بارے میں کیا طرز عمل ہے۔ ہجرت کے نانویں سال آقائے نامدار جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ رومیوں کے ممکنہ حملے کے خلاف تیاری کرو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع پہنچائی گئی کہ رومی بہت بڑا لشکر ترتیب دے رہے ہیں۔ اور مسلمانوں پر حملہ کی تیاریوں میں مصروف ہیں تو آپ نے بھی تیاری کا حکم فرمایا۔ اور تقریباً تیس ہزار مسلمان مجاہدوں کے ذریعے مدینے سے کوچ فرمایا یہ دور نہایت ہی تنگدستی کا دور تھا۔

اٹھارہ آدمیوں کے حصے میں صرف ایک ایک سواری کام آئی جنگل کے پتے کھا کر مسلمان مجاہدین نے انتہائی صبر و تحمل کے ساتھ وقت گزارا تھا اسی وجہ سے اس لشکر کا نام کتب تواریخ میں جیش العسرۃ رکھا گیا۔ اللہ نے اس کا ذکر اپنی کتاب مقدس میں ان الفاظ سے فرمایا۔

الذین اتبعوہ فی ساعۃ العسرۃ

آج ہم خدا تعالیٰ اور اس پر ایمان قوی کے بجائے لوہے اور بارود کے سامان کی پوجا میں لگے ہوئے ہیں۔ اور اس نظریاتی مملکت میں لوہے اور بارود کے مندر بنانے میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ کاش کہ ساتھ ساتھ کچھ قدر محنت ایمان و یقین پر بھی کی جاتی تو یہ مملکت کئی سال پہلے ہی مستحکم اور مضبوط ہو جاتی۔

ایک وقت وہ بھی تھا جب مسلمان مجاہدین کی بے سر و سامان جماعت اللہ اور اس کے رسولوں کے حکم پر جہاد کے لئے نکلی تو اٹھارہ آدمیوں کے حصے میں ایک سواری آئی۔ اور مقابلے میں اس وقت کرہ ارض کی سب سے بڑی متمدن قوم یعنی رومی تھے سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رض کا مشہور واقعہ اسی دور میں پیش آیا تھا۔ جب صدیق اکبر رض نے دفاع دین کے لئے اپنا تمام مال و متاع پیش کر دیا تھا

اور جب ان سے پوچھا گیا کہ

ما ابقیت لاھلک

اپنے بیوی بچوں کے لئے کیا چھوڑا، تو اس پیکرِ ایمان و مجسمۂ عشق
و وفا نے برجستہ جواب دیا تھا۔

ابقیت لھم اللہ ورسولہ

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو

شمع کو ہے چراغ بلبل کو پھول بس
صدیق رضی کے لئے ہے خدا کا رسول بس

تبوک نامی مقام پر پہنچے تو معلوم ہوا کہ رومی حوصلہ پست کر گئے ہیں۔ اور انہوں نے مسلمانوں کی دلیرانہ و جراٴت مندانہ تیاریوں کا سن کر فوجیں منتشر کر دی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک ماہ قیام کے بعد واپس مدینہ تشریف لے آئے۔

اس دفاع میں سوائے منافقوں کے تمام مسلمان شریک ہوئے۔ صرف تین شخص کعب ابن مالک رضی، ہلال بن امیہ رضی، مرارہ ابن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کعب ابن مالک رضی سابقین انصار میں تھے، اور ان سوابقین اولین مخلصین میں سے تھے جو عقبہ کی بیعت میں حاضر ہوئے تھے ان کے ایمان و اخلاص میں شبہ ناممکن ہے ان کا شریک نہ ہونا بدنیتی پر مبنی نہ تھا۔ اِن سستی اور کاہلی وجہ تھی۔ آج اور کل کرتے رہے اور فوج کے ساتھ نکلنے کا موقع کھو گئے۔

بایں ہمہ یہ معاملہ اللہ اور اس کے رسول کی نظروں میں اس درجے کا اہم ہو گیا کہ آپ کی سستی اور کاہلی کو بھی سخت جرم ٹھہرایا گیا۔

معذرت کرنے کے لئے حاضر ہوئے تو توبہ قبول نہ ہوئی۔ حکم ہوا کہ گھر میں بیٹھ کر وحی الٰہی کا انتظار کرو۔ مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ ان سے ہر قسم کے تعلقات منقطع کر دو۔ اور ان کا سخت بائیکاٹ کیا جائے کوئی شخص نہ تو ان سے ملے نہ بات چیت کرے نہ کوئی واسطہ رکھے پھر ان کی بیویوں کو حکم دیا گیا کہ وہ بھی اپنے اپنے خاوندوں سے الگ ہو جائیں۔ اور ان سے کسی قسم کا کوئی واسطہ نہ رکھیں۔ امام بخاری نے طویل حدیث میں خود کعب ابن مالک رضی کی زبانی ایک واقعہ نقل کیا ہے کعب رضی فرماتے ہیں ہمارا یہ حال ہو گیا تھا کہ سارا مدینہ جم غفیر سے پر تھا مگر ان لاکھوں انسانوں میں ایک آنکھ ایسی نظر نہ آتی تھی جو بھولے سے ہی ہماری طرف اٹھ جاتی اور نہ کوئی بات کرنے والی ایک زبان ایسی تھی جو ہمارے بلانے کے باوجود ہم سے مخاطب ہوتی عزیز و اقارب نے ملنا جلنا ترک کر دیا تھا۔ یاس و حسرت سے ایک ایک کا منہ دیکھتے اور سارا دن مدینہ کی گلیوں میں دیوانوں کی طرح گھومتے لیکن مجال کہ کوئی آدمی ہماری طرف نگاہ اٹھا کر دیکھ لے بات کرنا تو دور کی بات تھی۔ ایک دفعہ تنگ آکر اپنے چچیرے بھائی ابوقتادہ رضی کے یہاں گیا۔ تو اس نے مجھے دیکھتے ہی منہ دوسری طرف پھیر لیا، سلام کیا تو آگے خاموشی نے استقبال کیا۔ کوئی جواب نہ ملا۔

اللہ اللہ یہ تھے مسلمان ان کا رشتہ تھا تو اللہ کے لئے اور اس کے رسول کے لئے زندگی تھی تو صرف اسی کے لئے۔

الحب للہ والبغض للہ

غسان کے عیسائی بادشاہ نے یہ حال سنا تو خوش ہوا کہ مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کا اچھا موقع مل گیا حضرت کعب رضی کے نام اس مضمون کا خط لکھا:

تمہارے آقا نے تم لوگوں کی ساری خدمتوں کا جو صلہ دیا ہے وہ تمہارے سامنے ہے میرے پاس چلے آؤ دیکھو تمہاری کتنی عزت کی جاتی ہے۔

اللہ اکبر، کعب رضی ابن مالک کو خط ملا تو غضب میں آگئے اور خط ایلچی کے سامنے آگ میں جھونک دیا اور ایلچی کو کہا کہ

باقی صفحہ [illegible] پر

لمحاتِ فکریہ

اِسلام کیسے پھیلا؟

مولانا مفتی محمد سلمان منصورپوری

★ مرزا فرحت اللہ بیگ ایک اچھے ادیب گزرے ہیں وہ اپنے سفرنامہ برٹش بورنیو (جنوبی مشرقی ایشیاء) میں ایک واقعہ لکھتے ہیں کہ ہم لوگ اسٹیمر سے ایک جگہ جا رہے تھے دیکھا دیکھتے ہیں کہ جہاز بھر کے ملاح لنگر ایک گھیرا بنائے بیٹھے ہیں اور ایک بڑے میاں بڑے زور شور سے کوئی قصہ بیان کر رہے ہیں۔ میں سمجھا کہ امیر حمزہ کی داستان ہو رہی ہوگی مگر سننے والوں کی خاموشی اور بولنے والے کی متانت نے میری اس رائے کو متزلزل کر دیا اور میں آخر مسٹر مولر (ہالینڈ کی کمپنی کے منیجر جس کے مرزا فرحت اللہ ملازم تھے) جو اس داستان کو بغور سن رہے تھے پوچھ ہی بیٹھا کہ کیا ہو رہا ہے۔ انہوں نے کہا مسٹر! یہ وہ ہو رہا ہے جس کی وجہ سے مسلمانوں کے مذہب نے اتنی ترقی کی ہے۔ یہ بڑے میاں تبلیغ اسلام کر رہے ہیں۔ اب بتاؤ ان لوگوں کو جو کہتے ہیں کہ اسلام تلوار سے پھیلا ہے وہ آکر دیکھیں کہ یہ تلوار کا زور ہے یا تبلیغ کا زور ہے مسلمانوں میں ہر شخص مبلغ ہے وہ جہاں جاتا ہے دنیوی کام بھی کرتا ہے اور دینی کام بھی۔ تجارت بھی کرتا ہے اور اشاعت اسلام بھی۔ مزدوری بھی کرتا ہے اور امامت بھی۔ اس زمرہ میں ہندو بھی آئے انہوں نے صرف تجارت سے غرض رکھی۔ اس کے بعد مسلمان آئے انہوں نے اپنے مذہب کی اشاعت بھی کی اور تجارت بھی اور یہیں آکر بس گئے۔ یورپین کمایا اور بھاگ گئے۔ نتیجہ دیکھ لو کہ ان کا مذہب سارے جزیرے میں پھیل گیا۔ یہاں تک کہ ۱۴۱۴ء میں (چین) کا راجہ مسلمان ہو گیا اور ۱۴۹۵ء میں سیلیبز کا راجہ اسلام لے آیا۔ یہ اشاعت سو سال سے شروع ہوئی اور سیلیبز پر آکر ختم ہوئی ہے۔ لوگ شافعی ہیں اور اپنے عقیدے کے سخت پابند ہیں۔ تم دیکھ لینا کہ ہماری واپسی تک یہ بڑے میاں سارے مزدور کو مسلمان کر چکے ہیں۔

میں نے (مرزا فرحت اللہ بیگ نے) پوچھا کہ یہ حضرت (بڑے میاں) فرما کیا رہے ہیں؟ مسٹر مولر نے کہا کچھ نہیں، اپنے مذہب کی موٹی موٹی باتیں بتا رہے ہیں اور سمجھا رہے ہیں کہ اس سے بہتر مذہب ساری دنیا میں کوئی نہیں ہے۔ کچھ روایتیں بھی بیان کر رہے ہیں کچھ مسلمانوں کی بہادری کی داستانیں بھی سنا رہے ہیں لیکن گُر کی بات یہ کہہ رہے ہیں کہ مسلمان ہونے کے بعد سب چھوٹے بڑے برابر ہو جاتے ہیں اور ایک غریب کو یہ حق مل جاتا ہے کہ وہ بادشاہ کے پہلو بہ پہلو کھڑے ہو کر نماز پڑھے اور اگر اس کی خودداری

کوششیں لگے تو جس سے بڑے امیر کو قاضی کے سامنے کھینچ لائے اور مستشرق واقعی یہ بات ہے کہ اس کو کوئی جھٹلا بھی نہیں سکتا۔ دیکھا آپ نے ... یہ اخلاص کے ساتھ تبلیغ دین کا اثر کہ ایک شاطر یہودی یہ کہنے پر مجبور ہو گیا کہ اسلام تلوار سے نہیں تبلیغ سے پھیلا ہے اور اس کی تعلیمات اتنی عظیم الشان اور عظیم المرتبت ہیں جن کا مقابلہ دنیا کا کوئی مذہب نہیں کر سکتا۔ کاش! مسلمان بھی اس حقیقت کو دل سے مان کر اپنی عملی زندگی میں اسلام کی روح سمانے کی کوشش کریں تو ایک بار پھر سارا عالم اسلام کی روشنی اور نور سے ضیا بار ہو کر بقعۂ نور بن جائے۔ اور اسلام مخالف قوتیں نامراد ہو جائیں۔

★ ایک بزرگ راستہ میں چلے جا رہے تھے کہ انہوں نے دیکھا کہ ایک بچھو بھاگا جا رہا ہے دفعتاً ان کو خیال آیا کہ معلوم ہو [illegible] کس کام پر مامور ہے۔ چنانچہ صورت حال معلوم کرنے کے لئے وہ اس کے پیچھے ہو لئے۔ چلتے چلتے بچھو ایک دریا کے کنارے پہونچا اس کے وہاں پہونچتے ہی دریا سے ایک مینڈک باہر آیا وہ بچھو اس پر سوار ہوا اور دوسرے کنارے پر پہنچ گیا اور چلنے لگا۔ وہ بزرگ بھی اس کے پیچھے چلتے رہے۔ کچھ دور جا کر کیا دیکھتے ہیں کہ ایک شخص ہے جس کے سامنے شراب کا بھرا گلاس رکھا ہے وہ اسے پینے کا ارادہ کر رہا ہے اور سامنے ایک خطرناک سانپ پھن اٹھا بیٹھا ہے۔ وہ بچھو چلتا چلتا اس سانپ تک پہنچا اور اسے کاٹ لیا جس سے وہ سانپ فوراً مر گیا۔ یہ ماجرا دیکھ کر وہ بزرگ اس آدمی کے پاس پہنچے اور کہا کہ دیکھو! اللہ تعالیٰ نے تیری حفاظت کے لئے کتنی دور سے بچھو بھیجا ہے اگر وہ نہ آتا تو سانپ تجھے ڈس لیتا اس کے باوجود تو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا ارادہ کر رہا ہے یہ سن کر اس نے ندامت کا اظہار کیا اور سچے دل سے گناہوں سے توبہ کی۔

حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ حلیم و بردبار اور اپنے بندوں پر رحیم کوئی نہیں ہو سکتا آج دنیا میں جس قدر برائیاں، نافرمانیاں اور اللہ تعالیٰ کے غیظ و غضب کے بے شمار اسباب و علامات پائے جانے کے باوجود وہ ان سب کو برداشت کرتا ہے اور اپنے بندوں کو مہلت پر مہلت دیئے جا رہا ہے وہ اسی کی شان کے لائق ہے۔ لیکن جہاں اللہ تعالیٰ کے حلم کا کوئی ٹھکانہ نہیں۔ اسی طرح وہ قوی اور عزیز بھی ہے۔ سخت سے سخت عذاب اور زبردست انتقام لینے والا بھی ہے۔ وہ چاہے تو اپنی نافرمانیوں کی وجہ سے سارے عالم کو تہس نہس کر ڈالے اس لئے محض اس کی حلم و بردباری ہی مدنظر نہ ہونی چاہئے بلکہ اس کی قوت و قدرت بھی ذہن میں رکھنی چاہئے۔ جہاں اس کی ذات والا صفات سے رحمت بے پناہ کی امید ہو وہیں خوف و عتاب بھی ہونا چاہئے۔ ایمان کا کمال یہی ہے۔ اسی بناء پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے الایمان بین الخوف والرجاء (ایمان خوف اور امید کے درمیان ہے)

ان دونوں پر نظر رکھ کر ہمیں ہر وہ کام کرنے کی کوشش کرنی چاہئے جو ہمیں رحمت خداوندی اور فضل ایزدی کا مستحق بنا دے۔ کیونکہ مومن کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی چیز باعث مسرت نہیں ہو سکتی۔ ●●

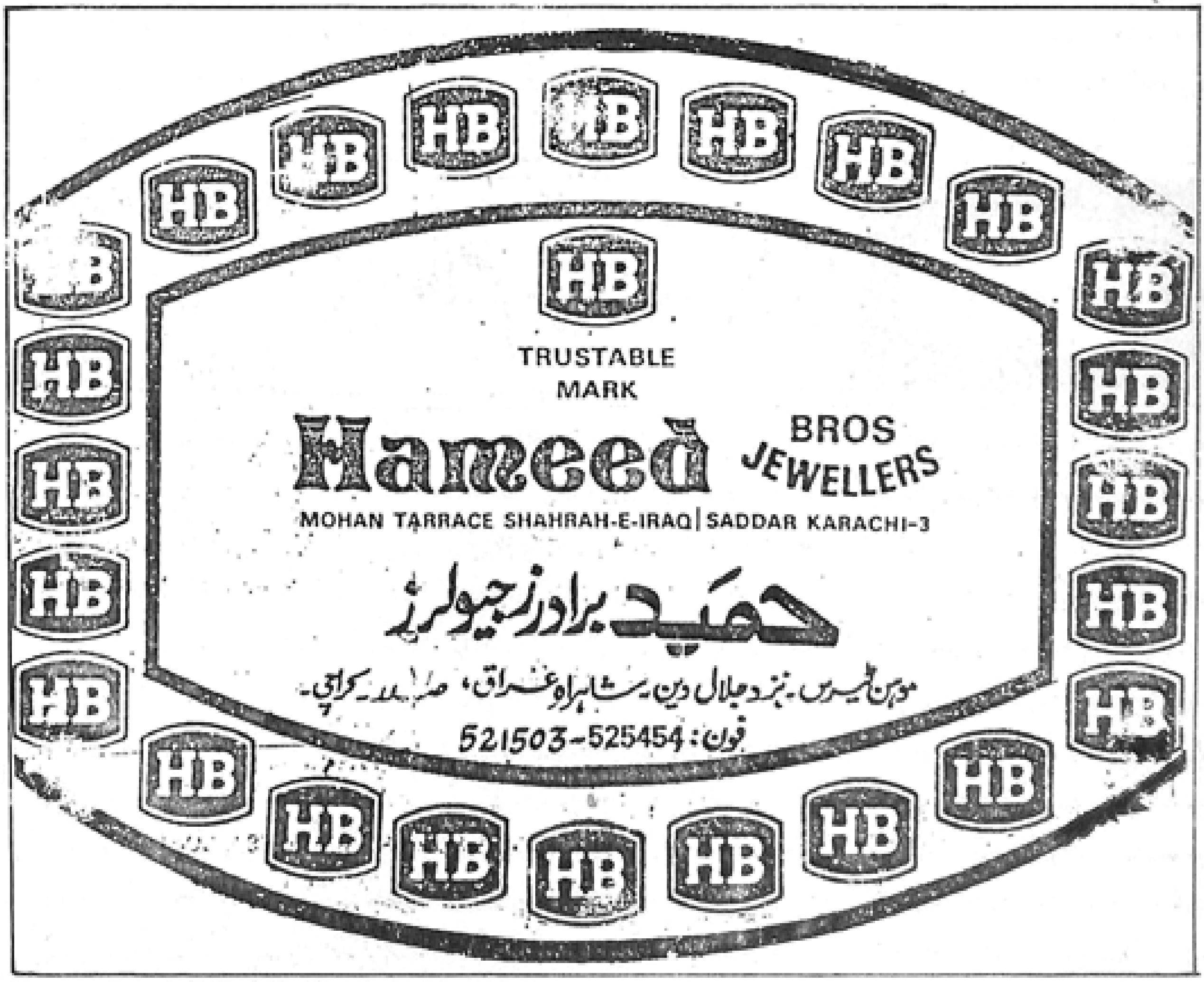

؎ یک زمانہ صحبت با اولیا بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

یہ جسم خاکی تین اشیاء کا مرکب ہے

جسم
روح
دماغ

تحریر: محمد زمان خان

جسم کی تربیت والدین
دماغ کی اساتذہ
اور روح کی
اولیاء عظام کرتے ہیں۔

تاریخ انسانی میں از آدم تا ایں دم ایسی ایسی نابغۂ روزگار شخصیات خدائے علیم نے بنی نوع انسان کی مجموعی فلاح کے لیے مبعوث فرمائیں غیر مترقبہ جیسی، جو گاہے گاہے ایک دوسرے کی نصرت و حمایت کیلئے اور بعض اوقات یکے بعد دیگرے مشیت ایزدی کے تحت دنیا میں ظہور پذیر ہوتی رہیں تاکہ احسن تقویم اور اشرف المخلوقات جسے ہم انسان کہتے ہیں پر ان کے انوار و برکات کے نزول کا سلسلہ جاری و ساری رہے لیکن حیرت و عبرت کی یہ بات ہے کہ ان شخصیات نے جنہیں مبدأ فیاض نے جو قوت متحرکہ دی یا یاں عطا کی تھی وہ ان کی وفات کے ساتھ زمین کے عمیق گڑھوں میں دفن کر دی گئی الا ماشاء اللہ کسی خوش قسمت کا نام یا تھوڑا بہت کام لوح ذہن انسانی پر بالکل محو ہوتے ہوتے بچ گیا۔

وہ سرمایہ ملت جو ان کے سینوں اور ذہنوں میں محفوظ تھا اور جسے بطور امانت آئندہ نسلوں تک منتقل ہونا تھا تاکہ عہد استقبال میں کوئی ایک فرد یا مرد یا ان کا کوئی گروہ ان کے تجربات مشاہدات اور ریاضتوں اور مجاہدوں کے اسرار پنہاں کو عیاں کر کے بہت سے لوگ بھی ابدی فلاح و کامرانی سے مستفید ہوں اور اس کے ثمرات ہر سو بھی پھیل جاتے۔

اولیاء کرام ہر قسم کے غم اور اندیشوں سے بے نیاز ہوتے ہیں نہ انہیں یاد ماضی ستاتی ہے اور نہ ہی دور استقبال کے ان دیکھے وساوس۔ ان کے اذہان و قلوب دولت سکینت سے معمور ہوتے ہیں ان کے کمال حسن سے درماندہ اور ذلت و نکبت میں ڈوبی ہوئی جبین ملت سے داغ ہائے مسکنت دھل جاتے ہیں اور اس پر شان تمکنت کے جھومر سج جاتے ہیں وہ ہر حال میں راضی برضائے خدائے کریم و رحیم ہی رہتے ہیں جو انہیں دونوں جہانوں میں سرخرو و سرفراز فرماتے ہیں لگا ہیں جب ان کے پرانوار چہروں پر پڑتی ہیں تو خالق کون و مکان کی یاد آتی ہے ... نیازی ... کے بعد ... پائی وہ

توحید و رسالت کے سچے طور پر امین ہیں۔ اکثر صاحبان اقتدار و اختیار ان کی بارگاہ میں شکستہ دل رسیدہ ملتجی بر جبین نیاز جھکا نا عین سعادت سمجھتے ہیں ان کی حیات مستعار زندہ و تابندہ و پاکیزہ ہوتی ہے۔ ان کے فضائل و شمائل پڑھ کر قرآن مجید کی عظمت دلوں میں اجاگر ہوتی ہے وہ اللہ اور ان کے رسول کی محبت کے پاسبان ہوتے ہیں۔ اور یہ ایسی محبت ہے جو انسان کو ساری کائنات سے بے نیاز کر دیتی ہے اور یہی محبت خدا اور خدا کی منشا ہے۔ یہ وہ محبت ہے جو اعزاء و اقارب اور دنیاوی منفعت سے کہیں بڑھ کر قیمتی ہے اس قرب محبت سے ابواب رحمت وا ہوتے ہیں اسی کے طفیل طالبان حق کے لیے سبیل رشد و ہدایت کشادہ سے کشادہ اور سہل تر ہوتی جاتی ہے اس آب رصدق و صفا سے دھلی دھلائی زرناب ذوق صیقل الفہ ہمیں میسر آتی ہے۔ دنیا کے بازار جہاں مار سیئے۔ سیم و زر کے انبار بلادریغ خرچ کر ڈالئے تب بھی آخر یہ نایاب دستیاب نہ ہو سکے گی۔

اہل اللہ اس دولت توحید کو دونوں ہاتھوں سے بے دریغ لٹاتے ہیں۔ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت میں یوں مستغرق ہوتے ہیں کہ انہیں ان کے ماسوا کا کوئی ہوش نہیں رہتی۔ وہ ارتقاء کمال کی تمام تر رفعتوں سے ہمکنار ہیں بلندیاں ان کے قدموں کی دھول ہیں۔ وہ تو وہ ہیں کہ ان کے دامن سے وابستگان بھی بلند سے بلند تر ہو جاتے ہیں اوج و عروج ان کا مقدر ہے۔ رفعتیں ان کا نصیب ..... زندگی دل سے لازم و ملزوم ہے دل اگر زندہ ہے تو انسان بھی زندہ و تابندہ اگر مرحوم و محروم محبت ہو گیا تو چلتا پھرتا انسان بھی ایک لاش متحرک ..... یہ جسم خاکی تین اشیاء کا مرہون منت ہے جسم، روح اور دماغ ..... جسم کی تربیت والدین، دماغ کی اساتذہ اور روح کی اولیاء عظام کرتے ہیں۔ یہ عارف باللہ لوگ روح کے معزز اور محسن ہیں اور ارواح کی موت و زیست کے اسرار و رموز سے کما حقہ واقف ہیں اور یہی تو ہیں انسان کو ان اسرار سے متعارف کراتے ہیں ان کی تربیت وحشیوں اور جنگلیوں کو زیور تہذیب و شائستگی سے مزین کرتی ہے یہ دلوں کو جوڑتے ہیں۔ حسد و عناد کے بھاری اور بعید سے قطعوں کو توڑتے ہیں۔ اس زمانہ پر حسیات میں اعصاب ہیجان افراتفری، نفسا نفسی، باہمی نفرت و آویزش، اخلاقی و مالی کساد بازاری اور مادہ پرستی میں جکڑا ہوا مقہور، مجبور، نادار معذور و لاچار اولاد آدم کہ ہر بیماری چاہے وہ جسمانی ہو یا روحانی اس کے لیے مفتی و دو بیدار لوگوں کی صحبت اکسیر کا درجہ رکھتی ہے وہ انسانیت کو دنیاوی دلدل اور گمراہی سے نکال کر اسے وسعت فکر و نظر سے نوازتے ہیں۔ وہ ترک دنیا یا رہبانیت کو دین کا معقول نہیں دیتے بلکہ وہ تو اس دنیائے رنگ و بو کے گلدستۂ حیات کیطرح سنوارنے کا حوصلہ بخشتے ہیں ان کی صحبت میں رہ کر وہ بصارت و بصیرت حاصل ہوتی ہے کہ جس سے یہ جہاں بازیچۂ اطفال نظر آنے لگتا ہے اور اس کے بیشتر مسائل جو انسانی زندگی کی راہوں کو گرد آلود کر دیتے ہیں۔ وہ ان کی ہیبت سے روئی کی طرح دھن جاتے ہیں بلکہ لمحوں میں سمٹ کر رائی کا دانہ بن جاتے ہیں۔ یہ مقام ارفع انہیں کو حاصل ہوتا ہے جو اپنی تمام تر صلاحیتیں، بدنی اور مالی توانائیاں اپنے رب کی رضا جوئی میں صرف کر دیتے ہیں۔ ایک ہم ہیں کہ سب توانائیاں اپنی ذات اور نفس امارہ کی خوشنودی کے حصول لا حاصل میں جھونک دیتے ہیں۔ اور سوائے راکھ کے جو جا بجا سر پر خود رقم ہو جاتی ہے ، کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

اس تناظر میں دیکھا جائے تو کیا ہوتا ہے ، بلند پایا اہل اللہ کیا تھے اور قعر مذلت کے عمیق و تاریک گڑھے ہمارا نصیب ..... وہ مٹی کو ہاتھ لگائیں تو سونا۔ ہم جبر قلم سونے کو

پاتے رہے لیکن مٹی کی مٹھی دہشت خاک، چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ ہم تمام تر ترقیوں اور صلاحیتوں کے ساتھ اس دنیا و وفا دنیا کے پیچھے سرپٹ بھاگے جا رہے ہیں۔ اور وہ مانند سایہ ہم سے دور سے دور تر ہوتی جاتی ہے۔ اور صرف اہل اللہ کا یہ حال ہے کہ یہ بے وفا، عیار دنیا، اپنی تمام رعنائیوں، دلفریبیوں اور آسائشوں کے ساتھ دونوں ہاتھ پھیلائے ان کے پیچھے لگی ہے اور ان کے قدموں کی خاک گرد تک بھی محروم رہ جاتی ہے۔ وہ لوگ، ان کا سایہ بھی اس سے دور رکھا گیا ہے۔ ان کے سینے گویا صدق و صفا کے ایسے آئینے ہیں کہ ان میں بال تک نہیں آتا۔ اور ادھر ہمارے سینے حسد و بغض، حرص و آز کے متعفن ذخیرے کہ جن میں خواہشات نفسانی اور سفلی جذبات نے غیرت و حمیت کے پودوں پر اسا گلا کر رکھے ہیں۔ اب سینوں میں بجائے دل کے پتھر رکھے ہیں۔

عارفوں کے قلوب میں سارا جہاں سمٹا ہوتا ہے۔ اور اس جہاں میں مہر و محبت میں سوائے لطف و کرم کے اور کچھ نہیں ہوتا۔ ان کی دلنوازیاں، غریبوں کے لئے غمگساریاں اور دلداریاں خلق کثیر کے دلوں کو مانند مقناطیس کھینچ لیتی ہے۔ ہر کہ و مہ بلا کھٹکے ان کی طرف از خود کھنچا چلا آتا ہے کہ وہ سراپا محبت ہیں نفرت سے یکسر نا آشنا۔ وہ مر کے بھی زندہ، ہم زندہ بھی مردوں سے بدتر۔ ایسے ہی جلیل القدر لوگوں کی بدولت اسرار و رموز حیات واضح ہوتے چلے جاتے ہیں۔ یہ راز خودی و خود آگاہی منکشف ہو جاتا ہے کہ اگر انسان سمٹنے پر آئے تو صرف ایک لاغر انسان، پھیلنے پر آئے تو اک جہاں ان بندگان خدا کے خس و خاشاک کے کمزور ترین طاقت و قوت و جبروت کے سرچشمے ہوتے ہیں۔ تاریخ انسانی میں چشم فلک نے بیشتر ایسے نظارے دیکھے ہیں کہ ان سے بڑی بڑی کرامتیں سرزد ہوئی ہیں۔ معاشرے ان سے سدھرے اور پرہیبت و عظیم سلطنتیں ان کے پائے حقارت کی ایک ہی ٹھوکر سے نیست و نابود ہو گئیں۔ بڑے بڑے ظالم آمر، کج کلاہ جو سدا ان کی دہلیز پر اپنی جبین نیاز ہی نہیں جھکاتے بلکہ اپنی ناک تک بھی رگڑتے رہے ان کو زمین میں گاڑ دی اور عجز و انکسار سے جن کی تقدیریں جب بھی اٹھیں تو اقوام عالم کی تقدیریں بدل گئیں۔ ذرا چشم عبرت کو وا کیجئے اور دیکھئے کہ جابر و ظالم حکمرانوں نے جبر و استبداد کے ستونوں پر کتنی ہیبت ناک سلطنتیں قائم کی تھیں۔ رنگ و رفعت گرشتہ۔

نقشِ باطل اب زمانے سے مٹانا ہے ضرور

پیغامِ حق

بشیر راہی نوہانی

ساری دنیا جاگ اٹھی تو ابھی سوتا ہے کیوں
وقت کتنا قیمتی ہے تو اسے کھوتا ہے کیوں

تو مسلماں ناامیدی تجھ کو زیبا ہی نہیں
درد سینے سے مٹا دے درد ہوتا ہے کیوں

دور منزل ہے تیری اور تجھ کو جانا ہے ضرور
نغمۂ عرفانیت اب تجھ کو گانا ہے ضرور

عزم اٹل ہو تو یہ دشواریاں کچھ بھی نہیں
اور اگر ایماں ہو تو عیاریاں کچھ بھی نہیں

جذبۂ شوقِ شہادت دل میں ہو تیرے اگر
کفر و باطل کی یہ سب تیاریاں کچھ بھی نہیں

تجھ کو شمشیروں کے نیچے مسکرانا ہے ضرور
نقش باطل اب زمانے سے مٹانا ہے ضرور

کھیل جا میداں میں تو موت کی تقدیر سے
اور لکھ تقدیر دنیا کی ہر اک شمشیر سے

کوئی بھی مشکل تیرے رستے میں آ سکتی نہیں
ہو منور دل تیرا ایمان کی تنویر سے

خرمنِ اغیار پر بجلی گرانا ہے ضرور
اور راہی نے پیغامِ حق سنانا ہے ضرور

پوست پر ان کی حکمرانی ثبت تھی لیکن تاریخ ... وہ یکسر صفحۂ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹ گئے۔ اب ان کے نام و نشان تک نہیں ملتے۔ ... ذہن انسانی نے ان کے نام اور کام دونوں کو محو کر دیا ہے۔ اگر نام رہا تو صرف اللہ اور ان کے اہل کا۔ حکومت بھی ان ہی کی ازل سے ابد تک قائم ہے اور رہے گی آپ ان سے لیجئے قلوب کا ملک و فتح کیجئے۔ دوسرے ... آدم کے

لئے جیا اور مرنا سیکھیں ، اس لئے کہ جو بھی اپنے خدا اور اس کے برگزیدہ بندوں سے روگردانی کرتا ہے وہ محروم و مردود بارگاہ الٰہی ہو جاتا ہے۔ دائمی لعنت و مسکنت اس کا مقدر بن جاتی ہے کہ یہی سر نہاں قصۂ آدمؑ و ابلیس سے منکشف ہوا۔ دوسری طرف جو اللہ اور اس کے اہل سے رشتہ جوڑتا ہے تو خدا اپنے ایسے دوستوں کے نقش پا پر چلنے کو وجہ نجات بنا دیتا ہے اور ان کے آثار کو محرومیوں مایوسیوں اور ہزیمت خوردہ انسانوں کے لئے وسیلہ ظفر بنا دیتا ہے۔ ان کے اسمائے گرامی دلوں کے لئے تسکین و راحت کا سامان بن جاتے ہیں۔ ان کی عظمتیں قرآنی تعلیمات پر عمل درآمد کرنے کے سبب جوا کرتی ہیں۔ تب خود خالق کائنات ان کی منادی چار دانگ عالم میں ملاء اعلیٰ کرا دیتے ہیں۔ کہ خلق خدا ان کو جان لے پہچان لے ، اور پھر ایک ہجوم آدمیت ان کیطرف موج در موج ، جوق در جوق امڈا چلا آتا ہے اور یوں ان کے گرد و اگرد ایک چمن سدا بہار سا کھل جاتا ہے وہ جہاں گئے ظلمتوں میں ضیا پاشیاں اور بیابانوں اور لق و دق صحراؤں میں گل پاشیاں کرتے چلے گئے۔ ان کے مشام جان سے اخلاق کریمہ کی خوشبوئیں فضائے بسیط میں ہر سو بکھر گئیں ضلالت و گمراہی کے مہیب و تیرہ و تاریک غار ان کی ذات ستودہ صفات سے جگمگا اٹھے ، فضاؤں میں خوشبو کی مہک اٹھیں۔ ماحول کی بانگسل گھٹن اور حبس میں صبائے سحری کی مسحور کن تروتازگی نے انگڑائی لی ۔ ہماری پستیوں اور محرومیوں کا سب سے بڑا سبب ایسے افراد کار سے صرف نظر کرنا ہے ذرا چشم تصور سے دیکھئے اور عبرت پکڑئیے کہ اس خاک میں کتنے ہی علماء و صلحاء ، سپہ سالار اور صدر بزم دولت آسودہ خواب ہیں۔

آج ہمارا المیہ یہ ہے کہ اسلاف کی عظمت رفتہ سنگ و خشت کی صورت میں تو زندہ ہے مگر انسانی شکلوں میں مردہ جن ناموروں نے اپنی ہمت و جرأت ، شوکت و حشمت کے یہ زندہ آثار چھوڑے ہیں ان کی جسمانی یادگاریں اب بھی موجود ہیں بلکہ محفوظ ہیں مگر ان میں زندگی نہیں ۔ ان کے علوم و فنون مرگئے ان کے کمالات منوں مٹی تلے دفن ہو گئے۔ آج ہماری بد قسمتی دیکھئے کہ اہل دل مفقود ہیں اہل کمال نایاب نظم ملت پراگندہ روح ملت افسردہ ۔ اگر کہیں کچھ نظر بھی آتا ہے تو اک سراب وہ بھی دور بہت دور ہم نے ان سے منہ کیا موڑا خوش بختی اور سعادتیں ہم سے روٹھ گئیں ۔ خدارا ایسے جبر و دستاں کر حفت

ہیں فطرت کی تفسیریں۔

اب بھی اگر ہم نے ان کے قدموں کی گرد کو سرمہ نہ بنایا تو یاد رکھیے اندھیرے بیابانوں میں ایسے گم ہو جائیں گے کہ ہمارا داستان تک نہ ہو گی داستانوں میں ...... آئیے ان کیطرف بکمال ادب و عقیدت بڑھیں ۔ ان کی محبت کو زندہ و تابندہ کر کے شاد کام ہو جائیں اور ان کے نقش راہ مصطفیٰ پر چل کر قوت و شوکت حاصل کریں جو ہمارے خالق و مالک آقا کا منشاء کردہ ہے۔ بقول رومیؒ

یک زمانہ صحبتے با اولیاء — بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا
ہر کہ دور شد از حضور اولیاء — در حقیقت دور گشت از خدا

ختم نبوت کے معنی ہیں

مرزائی تحریف اور اس کا جواب

از : حضرت علامہ مولانا شمس الحق افغانیؒ

پہلی تحریف

اگر آیت خاتم النبیین کا معنی آخری نبی ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول اس کے خلاف ہے۔ ختم نبوت کا معنی عطاء نبوت کی بندش ہے جس پر مہر لگ گئی ہے لیکن پرانے نبی سے زوال نبوت مراد نہیں لہذا دوبارگی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری ایسی ہے جیسے ایک گورنر کے صوبہ میں دوسرا گورنر آجائے جو اس گورنر کے احکام کا تابع ہو کر رہے گا بلکہ اگر غور سے دیکھا جائے تو نزول عیسیٰ علیہ السلام دلیل ختم نبوت ہے اگر آئندہ نبوت کا سلسلہ جاری ہوتا تو سابق انبیاء میں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو لائے جانے کی ضرورت نہ تھی۔ انبیاء علیہم السلام کی سابق تعداد میں سے ایک نبی کو واپس لانا اس امر کی دلیل ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی تعداد حضور علیہ السلام کی بعثت پر پوری ہو گئی اس لئے دوبارہ لانے کیلئے سابق انبیاء علیہم السلام میں سے ایک نبی یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا انتخاب کیا گیا۔

تحریف دوم

خاتم النبیین کے معنی مُہر کے ہیں یعنی آپ کے بعد آپ کی مُہر و تصدیق سے انبیاء بنیں گے۔ اس کے لئے اولاً ہم یہ پوچھتے ہیں کہ یہ معنی لغت عربی کی کس کتاب میں لکھا ہے یا کس حدیث میں بیان ہوا ہے یا کونسی تفسیر میں لکھا ہے جبکہ خود قرآن میں خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰى اَفْوَاهِهِمْ اور احادیث متواترہ اور اجماع امت میں مُہر کے معنی بندش نبوت کے ہیں تو مُہر کے معنی اس کے خلاف نبوت جاری کرنے کے کیسے ہو سکتے ہیں جب کہ خود مرزا صاحب نے بندش کے معنی سمجھے ہیں اور اگر مراد جاری کرنا ہوتا تو اس میں حضور کی خصوصیت کیا رہی جبکہ اور پیغمبروں کے بعد بھی نبوت جاری رہی اور آپ کے بعد بھی بلکہ اگر اس سے مراد اجراء نبوت ہوتی تو کم از کم اس تیرہ سو سال میں کئی سو نبی آجانے چاہیئے تھے کہ آپ کا یہ کمال خوب ظاہر ہو جائے اور اگر نبوت آپ کی اتباع سے ملتی تو نبوت وہبی نہ رہی کسبی ہو گئی۔ اس کے علاوہ اس صورت میں یہ ماننا پڑے گا کہ تیرہ سو سال میں پیغمبر اسلام کا کوئی متبع کامل پیدا نہ ہوا کہ اس کو اتباع کے ثمرہ میں نبی بنایا جاتا۔ تیرہ سو سال کے بعد صرف قادیان میں انگریزی عنایت سے صرف ایک ہی پیدا ہوا اور اس کو بھی آخر تک اپنی نبوت میں شک رہا۔ کبھی اقرار کبھی انکار یہاں تک کہ اس کے ماننے والے دو جماعتوں میں تقسیم ہو گئے۔

تحریف سوم

آیت خاتم النبیین میں النبیین میں الف لام عہد خارجی یا ذہنی ہے جس سے مراد صرف تشریعی انبیاء ہیں گویا آپ تشریعی انبیاء کے خاتم ہیں عہد خارجی کے لئے سابق کلام میں خاص تشریعی انبیاء علیہم السلام کا ذکر ضروری ہے جو یہاں نہیں۔ اور عہد ذہنی اُس وقت لیا جاتا ہے جب استغراق ممکن نہ ہو جیسے اکلہ الذئب اور اشتر اللحم عند جماعة اهل الاصول والعربية لام التعريف سواء دخلت على المفرد او الجمع تفيد الاستغراق الا اذا كان معهودا ۔ (كليات ابي البقاء ص ۷۹۳ ۱۵ وفي الكشف ج ۱ ص ۲۲ وان دخلت

علی الرجیع فلا ان کان والآ ونی المرقی ج۲۲ ص۳۰۰ فاذا لم یکن لبعضیت لعدم دلیلها یوجب کونها للاستغراق۔

تحریف چہارم

خاتم النبیین میں الف لام استغراق حقیقی کے لئے نہیں بلکہ عرفی کے لئے ہے یعنی انبیاء تشریعی مراد ہیں نہ مطلق انبیاء۔ جیسے ویقتلون النبیین میں عرف بعض وہ انبیاء مراد ہیں جو بنی اسرائیل کے زمانے میں تھے۔ جواب یہ ہے کہ استغراق عرفی وہاں لیا جاتا ہے جہاں استغراق حقیقی ممکن نہ ہو جیسے جمع الامیر الصاغۃ کیونکہ تمام دنیا کے سناروں کا جمع کرنا ممکن نہیں بلحاظ عرف وعادت کے لیکن خاتم النبیین بلا تکلف استغراق درست ہے بخلاف یقتلون النبیین یہاں استغراق ممکن نہیں۔ ہم پوچھتے ہیں کہ آیت ولکن البر من آمن باللہ والیوم الآخر والکتٰب والنبیین۔ اسی طرح ووضع الکتاب وجیئ بالنبیین۔ واذ اخذ اللہ میثاق النبیین کیا استغراق حقیقی مراد ہے یا عرفی۔

تحریف پنجم

خاتم کے معنی نگینہ انگشتری کے کہ زینت مراد ہے یعنی آپ انبیاء کی زینت ہیں۔ جواب یہ ہے کہ حقیقی معنی لینا جب تک محال نہ ہو مجازی معنی مراد لینا درست نہیں اور یہاں حقیقی معنی درست ہے اور لغت احادیث اجماع نے اس کو متعین کیا ہے لہٰذا مجاز لینا غلط ہے ورنہ قرآن کے کسی لفظ سے معنی کا تعین نہ ہو سکے گا۔ اور ہر لفظ مجازات اور تاویلات کا اکھاڑہ بن کر اپنی حقیقت کھو بیٹھے گا اور صوم، صلوٰۃ، زکوٰۃ سب کے معنی بدل جائیں گے۔

دلیل کمالی

آیت خاتم النبیین کے بعد اب ہم قرآن حکیم کی چند دیگر آیات پیش کرتے ہیں۔ آیت دوم۔ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا ط (المائدہ آیۃ ۳) اس آیت میں کمال دین کا اعلان ہوا۔ وہ وقت حدیث بخاری کے بموجب عرفہ کا دن تھا۔ مظہری میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بعد صرف اکیاسی دن زندہ رہے۔ ابن کثیر اس آیت کے متعلق لکھتے ہیں کہ یہ آیت امت پر سب سے بڑی نعمت ہے۔ حیث اکمل لھم دینھم فلا یحتاجون الی دین غیرہ ولا الی نبی غیر نبیھم ولھذا جعلہ خاتم الانبیاء وبعثہ الی الانس والجن۔

امام رازی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ ان الدین ما کان ناقصا البتۃ بل کان ابدا کاملا کانت الشرائع النازلۃ کافیۃ فی ذلک الوقت الا انہ تعالی کان عالما فی اول وقت المبعث بان ما ھو کامل فی ھذا الیوم لیس بکامل فی الغد ولا صالح فیہ فلاجرم کان ینسخ بعد الثبوت وکان یزید بعد العدم واما فی آخر زمان المبعث فانزل اللہ شریعۃ کاملۃ وحکم ببقائھا الی یوم القیامۃ فالشرع ابدا کان کاملا الا ان الاول کمال الی یوم مخصوص والثانی کمال الی یوم القیامۃ فلاجل ھذا المعنی قال الیوم اکملت لکم دینکم۔ یہ آیت ختم نبوت پر دال ہے بوجوہات ذیل۔

(۱) ایک خود کمال دین اس امر کی دلیل ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سب سے اخیر میں ہوئی اور فہرست نبوت میں کوئی نبی باقی نہ رہا۔

(۲) نبی کی آمد دین میں نقص کو دور کرنے کے لئے ہوا یا موقت احکام میں تنسیخ کے لئے یا محرف کی تحریف کو دور کرنے کیلئے۔ لیکن قرآن اور دین اسلام کامل ہے اس میں ترمیم و تنسیخ ہو نہیں سکتی اور انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون میں قرآن کے الفاظ اور معانی بلکہ تلفظ تک کی حفاظت کا اعلان ہے لہٰذا ازالہ تحریف کی بھی ضرورت نہیں۔ باقی رہی تجدید و تبلیغ دین۔ اس کے لئے نبی کی ضرورت نہیں بلکہ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر سے سارا امت کا اجتماعی وظیفہ اور فریضہ ہے۔

(۳) اگر نبوت جاری ہو تو دین اسلام ناقص رہے گا اور اسلام کے تمام احکام فضول قرار پائیں گے کیونکہ جب تک اس نئے نبی پر مسلمان ایمان نہیں لائیں گے تو قرآن اور حدیث اور پوری اسلامی شریعت پر اول سے آخر تک عمل کرنے کے باوجود وہ کافر اور ابدی جہنمی ہوں گے تو کمال دین اس نبی پر ایمان لانے میں منحصر ہوا اور اس پر ایمان لائے بغیر پورا دین نامکمل بلکہ کالعدم رہا۔

دلیل میثاقی

واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتب وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ۔ جب اللہ نے انبیاء سے عہد لیا کہ جب میں تم کو کتاب و حکمت دوں اور اس کے پیچھے ایسا رسول آئے جو تمہاری آسمانی کتابوں کی تصدیق کرے تو تم اس پر ایمان لاؤ اور اس کی مدد کرو۔ یہ تمام انبیاء علیہم السلام سے عالم ارواح میں عہد لیا گیا۔ اس میں ثم جاءکم رسول جس سے حضرت نبی کریم علیہ السلام مراد ہیں ان کا سب انبیاء کے بعد تشریف لانا ثابت ہوتا ہے جو دلیل ہے کہ مشیت الٰہی میں جس قدر انبیاء مقدر تھے ان سب کو اللہ نے آپ سے پہلے مبعوث فرمایا اور آپ کو سب سے اخیر میں بھیجا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ کی بعثت باعث بندش نہیں ہوئی بلکہ مقدر آپ کو سب سے آخر میں بھیجنا تھا۔

دلیل بعثت عمومی

قل یایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا الذی لہ ملک السموات والارض (الاعراف آیۃ ۱۵۸) تبٰرک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعلمین نذیرا۔ (الفرقان آیۃ ۱) وما ارسلنک الا رحمۃ للعلمین (الانبیاء آیۃ ۱۰۷)۔ یہ آیات دال ہیں کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت تمام اقوام اور ازمان کو شامل ہے تو قیامت تک کے انسان آپ کی امت ہیں اور آپ ان سب کی طرف مبعوث ہیں جو دلیل ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہ ہوگا۔ آپ کی موجودگی میں جو اکمل الانبیاء ہیں کسی نبی کی ضرورت نہیں۔ جیسے سورج کے بعد کسی چراغ اور دریا کے بعد شبنم کی حاجت نہیں اور آیت وما کان محمد ابا احد من رجالکم میں پہلے حضور سے نسبی ابوت کی نفی کی گئی اور ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین میں روحانی اور دینی ابوت ثابت کی گئی جس سے معلوم ہوا کہ جیسے ابوت نسبیہ میں تشارک نہیں تو ابوت دینیہ میں بھی تشارک نہیں۔ اگر ایک آدمی کے دو باپ نہیں ہو سکتے تو اسی طرح امت کے دو روحانی باپ نہیں ہو سکتے۔

دلیل وحی قبلی

(۱) یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک (البقرۃ آیۃ ۴)

(۲) وما ارسلنا من قبلک من رسول الا نوحی الیہ انہ لا الٰہ الا انا فاعبدون۔ (الانبیاء آیۃ ۲۵)

باقی صـ۳۶ـ پر

بزم ختم نبوت

موجودہ حکومت اسلامی نظام نافذ کرے

مرسلہ: نصیر من اللہ چترالی — کراچی

دین اسلام ایک آفاقی مذہب ہونے کے ساتھ ساتھ انسانی فطرت کے عین مطابق ہے۔ زندگی کے ہر موڑ پر انسان کی رہنمائی کرتی ہے۔ انسانی زندگی تغیر پذیر ہے انسان کی زندگی میں مختلف قسم کی تبدیلیاں آتی رہتی ہیں۔ ہر آنے والا دن نیا ڈھانچہ پیش کرتا ہے اس لئے رونما ہونے والی تبدیلیوں اور مسائل کے حل کے لئے اگر انسان اسلام کی طرف رجوع کرتا ہے تو ان تمام مسائل کا حل دین اسلام کے اندر ہی پاتا ہے کیونکہ اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے اور مکمل ضابطہ حیات ہے اگر مسلمان اپنا تعلق اللہ تعالیٰ سے جوڑیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نورانی طریقوں اور دین اسلام کے زریں اصولوں کو اپنا مشعل راہ بنائیں تو یہ بات دعوے کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ تمام مسائل خود بخود حل ہو جائیں گے۔

آج مسلمان جہاں جہاں رہتا ہے وہ پریشانی میں مبتلا ہے بلکہ یوں کہئے آج معاشرے میں سب سے زیادہ مظلوم ترین طبقہ کوئی ہے تو وہ صرف اور صرف مسلمان قوم ہے آخر ایسا کیوں؟ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ مسلمان نے دین اسلام کے بتائے ہوئے طریقوں پر چلنا چھوڑ دیا ہے دین اسلام سے بغاوت شروع کر دی گئی ہے قرآنی علوم سے واقفیت حاصل کرنے اس کی تعلیمات پر عمل کرنے کی بجائے اپنے خود ساختہ اصولوں پر عمل کیا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ آج پوری دنیا میں مسلمان کسمپرسی کی زندگی گذار رہے ہیں۔ اور آپس میں دست و گریباں ہیں۔ اور طاغوتی قوتیں، یہود و نصاریٰ مسلمانوں کی اس زبوں حالی پر خوشی سے پھولے نہیں سما رہے ہیں۔ اب بھی اگر مسلمان خواب غفلت سے بیدار ہو جائیں، قرآنی تعلیمات کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنائیں تو وہ دن دور نہیں کہ مسلمان دوبارہ اپنی کھوئی ہوئی عظمت و عزت و وقار کو حاصل کر سکیں گے۔

پاکستان وہ واحد ملک ہے جو صرف اور صرف اسلام کے نام پر وجود میں آیا ہے مگر بدقسمتی سے چوالیس سال کا طویل عرصہ گذر جانے کے بعد بھی پاکستان میں اسلامی نظام نافذ نہیں ہو سکا۔ جو بھی حکومت پر آیا اسلام کا صرف نعرہ لگا کر قوم کو بے وقوف بنا کر اپنی الیکشن جیت گئی۔

اب موجودہ حکومت بھی صرف اور صرف اسلام کا اور شریعت کا نعرہ لگا کر قوم سے ووٹ حاصل کر کے منتخب ہوئی ہے پاکستان کے غیور مسلمانوں نے کھل کر اسلامی نظام کے حق میں ووٹ دیا ہے اگر اب موجودہ حکومت اسلام کا نظام نافذ کرنے کی پابند ہے۔ اس لئے موجودہ حکومت کو چاہئے کہ وہ اسلام کا عادلانہ نظام نافذ کرے تاکہ مسلمانوں اور معاشرے کے تمام انسانوں کے حقوق ان کو باعزت طریقے سے ملیں تمام مسائل کا حل صرف اور صرف اسلام کے عادلانہ نظام میں ہے ورنہ کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے روبرو مجرم کی حیثیت سے پیش ہونا پڑے گا اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر رحم فرمائے۔

آپ کا اشتہار پڑھا

السلام علیکم۔ آپ کا اشتہار شیزان بائیکاٹ پڑھا جس طرح خنزیر کا نام لینے سے ایک مسلمان کی زبان ناپاک ہو جاتی ہے۔ مرزا غلام بھی خنزیر تھا۔ اس کا بار بار نام نہ لکھیں بلکہ لعنتی مرزا لکھا کریں تاکہ ہماری زبان ناپاک نہ ہو۔ شکریہ اسوقت ضرورت ہے کہ قادیانی فتنہ کو ختم کرنے کے لئے عملی کام کیا جائے۔ اور کافروں کی جڑوں سے اکھاڑ کر پھینکنا ہمارا فرض ہے اور ناموس رسالت کا بھی تقاضا ہے آپ نے شیزان کے خلاف بائیکاٹ کا اعلان کر کے عملی کام سرانجام دیا ہے۔ شیزان سے خطرناک کئی اور فتنے ہیں جن کو ختم کرنا ہم سب کا فرض ہے۔ ورنہ روز حشر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شرمندہ ہوں گے۔

ٹی بی ایسوسی ایشن پنجاب کے صدر مرزائی کافر اور کٹر مرزائی ہیں۔ جو اس ادارہ کے ذریعے کروڑوں روپے کما کر مرزائیوں کو دیتے ہیں۔ اور پھر وہ مرزائی اسلام کے خلاف اسلام کرتے ہیں۔ میرے ایک دوست کا انعام نکلا جب اسے پتہ چلا کہ پنجاب ٹی۔ بی ایسوسی ایشن کا صدر مرزائی ہے۔ تو انہوں نے انعام لینے سے انکار کر دیا

اے بی خان فیصل آباد

گستاخ رسول اپنے ارادوں میں ناکام ہوئے۔

مرتبہ قاضی محمد اسرائیل گڑنگی مانسہرہ

ابونعیم اور طبرانی نے حکم بن ابوالعاص سے روایت کی ہے کہ ہم چند کافروں نے آپس میں نبی کریم کو قتل کرنے کا عہد کیا ترکیب یہ سوچی کہ آپ رات کو نکلیں تو یک وقت حملہ کر دیں۔ چنانچہ ہم ایک دن آپ کے انتظار میں تھے۔ آپ سامنے سے گزرے ہمارے قریب پہنچے تو ہم نے ایک بڑی زور کی چیخ سنی ہمیں اندیشہ ہو گیا کہ اس چیخ سے مکہ میں کوئی آدمی زندہ بچا ہو گا۔ اور ہم بھی بے ہوش ہو کر گر پڑے حتیٰ کہ حضور مسجد گئے اور نماز پڑھ کر واپس گھر آ گئے تب تک ہم بے ہوش ہی رہے دوسری رات کو بھی ہم نے یہی ارادہ کیا چنانچہ اس رات بھی آپ گھر سے نکل کر ہمارے قریب پہنچے تو ہم نے دیکھا کہ صفا اور مروہ کی پہاڑیاں ہمارے اور آپ کے درمیان آڑے گئی ہیں اور ان دونوں پہاڑوں کی وجہ سے آپ تک نہیں پہنچ سکے اللہ تعالیٰ نے کافروں کے شر سے محفوظ رکھا۔ (معجزات صفحہ ۱۱)

گستاخ رسول کو شیر نے مار دیا۔

بیہقی حاکم اور ابن اسحاق نے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابولہب کے بیٹے عتبہ

پہ بددعا فرمائی کہ اے اللہ اس پر اپنے کتوں میں سے کوئی کتا مسلط فرما دے عتبہ کو شیر نے ہلاک کر دیا بیہقی نے دلائل النبوۃ میں واقعہ کی تفصیل یہ لکھی ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی صاحب زادی اُمّ کلثومؓ عتبہ کے نکاح میں تھیں جب قرآن کی سورۃ تبت یدا ابی لہب نازل ہوئی تو ابولہب نے اور اُس کی بیوی حمالۃ الحطب نے اپنے دونوں بیٹوں سے کہا کہ تم محمدؐ کی بیٹیوں کو طلاق دے دو ورنہ ہمارا تم سے کوئی تعلق نہ رہے گا۔

چنانچہ عتبہ نے اُمّ کلثومؓ کو طلاق دے دی اور آں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے جاکر اس نے طلاق کی خبر دی اور بہت بے ادبی کی باتیں کہیں تب آپ نے بددعا فرمائی کہ اللّٰھم سلّط علیہ کلبًا من کلابک چنانچہ بددعا فرمائی کا جو اثر ہوا اس کا قصہ حاکم نے ابو نوفل کی روایت سے بیان کیا ہے کہ ابولہب اور اس کا بیٹا عتبہ ملک شام کے سفر پہ گئے تھے۔ راستہ میں مقام زرقاء پہ ایک راہب کے تھان کے پاس دونوں ٹھہرے، راہب نے کہا کہ یہاں درندے بہت رہتے ہیں تم اپنے بچاؤ کا سامان کرلو ابولہب نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے عتبہ پر بددعا کی ہے اسلئے اسکو بڑی حفاظت سے رکھنے کی ضرورت ہے چنانچہ سارا سامان اکٹھا کرکے خوب اُونچائی پہ عتبہ کو سلایا اور سب اُس کے آس پاس نگرانی کے لیے سوئے رات میں ایک شیر آیا اُس نے ہر ایک کا منہ سونگھ کر چھوڑ دیا اور کود کر عتبہ کا سر چبا ڈالا یہ شیر آنحضور کی بددعا پہ خدا کی طرف سے آیا تھا اس لیے آس پاس والوں کو چھوڑ کر عتبہ کو ہلاک کر گیا اور چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دشمنی کی وجہ سے عتبہ کا گوشت شیر نے بھی نہ کھایا ابولہب کے دوسرے دو بیٹے عتیبہ اور معتب فتح مکہ کے موقع پہ اسلام میں داخل ہوگئے تھے۔ شیر کے گوشت نہ کھانے سے معلوم ہوا کہ شیر کا تقرر صرف دشمن رسولؐ سے انتقام تھا اور بس۔

اخلاص اور اسکی برکات

قاری عبیداللہ رحیمی شیدانی شریف

کسی بھی نیکی کا انسان کرے چاہے وہ چھوٹی ہو یا بڑی گی بھار کرے یا مستقل اس اخلاص سے کرے اللہ کی ذات خوش ہو جائے کسی بھی عبادت میں ریاء کی نیت ہو تو وہ قرآن وسنت کی رو سے عبادت قبول نہیں ہوتی۔

ریاء کاری شرک اصغر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لوگو! مجھے تمہارے سلسلہ میں بڑا خوف شرک اصغر کا ہے صحابہؓ نے عرض کیا شرک اصغر کیا ہے فرمایا ریاکاری ریاکاروں سے قیامت میں کہا جائے گا۔ جاؤ جن کیلئے دنیا میں تم نے اعمال کیے تھے اگر ان کے پاس دینے کو کچھ ہو تو انہی سے اپنے اعمال کا بدلہ لے لو۔ ریاکار کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے اپنی تھیلی کو بجائے پیسوں کے کنکریوں سے بھر لیا اس کو اس سے کوئی فائدہ نہیں سوائے اس کے تھیلی بھری دیکھ کر لوگ اس کو مالدار سمجھ لیں۔ لیکن اس سے تھیلی والا کوئی حاجت پوری نہیں کرسکتا اسی طرح ریاکار کو دیکھنے والے تو ضرور نیک اور متقی سمجھیں گے لیکن اللہ کے یہاں ان اعمال پر اس کو کچھ ملنے والا نہیں۔ اخلاص کے بغیر بڑی سے بڑی نیکی اور دینی محنت بے کار ہے۔ ایک مسلمان کو چاہیے کہ وہ اخلاص کے ساتھ دینی امور انجام دیتا ہے اور اگر من جانب اللہ وہ عمل ظاہر ہو جائے تو کوئی حرج نہیں کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم کیا میں بہت خاموشی کے ساتھ کوئی کام کرتا ہوں لیکن لوگوں کو معلوم ہو جاتا ہے اس سے مجھے خوشی ہوتی ہے اس پہ ثواب ملے گا یا نہیں کیونکہ بظاہر یہ خلوص کے خلاف معلوم ہوتا ہے؟ فرمایا دوہرا اجر ملے گا ایک چھپانے پہ دوسرا ظاہر ہو جانے پہ خاموشی سے کرنا اخلاص کی علامت ہے جو باعث اجر عظیم ہے ظاہر ہو جانے سے دوسروں کو عمل کا موقع ملا اس کا اجر بھی اس کو ملے گا جیسا کہ حدیث میں ہے من سنّ فی الاسلام سنۃ حسنۃ فلہ اجرھا واجر من عمل بھا بعدہ۔ جس نے عمدہ طریقہ رائج کیا اس کو اس کا اجر ملے گا اور دوسرے عمل کرنے والوں کا بھی اس کا اجر اس کو ملیگا۔ البتہ اس کی خواہش یا کوشش کرنا کہ میرا عمل لوگوں پر ظاہر ہوجاوے یقیناً اخلاص کے خلاف ہے۔

مخلص کون ہے۔ کسی نے ایک بزرگ سے معلوم کیا کہ مخلص کون ہے؟ فرمایا مخلص وہ ہے جو اپنی نیکیوں کو اس طرح چھپائے جس طرح برائیوں کو چھپاتا ہے۔ عرض کیا اخلاص کی غایت ہے؟ فرمایا یہ کہ تو لوگوں کی جانب سے کی جانے والی تعریف کو پسند نہ کرے۔ کسی بزرگ نے فرمایا کہ انسان کو چرواہے سے ادب واخلاص سیکھنا چاہیے۔ کسی نے عرض کیا کس طرح؟ فرمایا جب چرواہا بکریوں کے پاس نماز پڑھتا ہے تو اس کو اس کا خیال تک بھی نہیں آتا کہ بکریاں میری تعریف کریں گی۔ اسی طرح عامل کو چاہیے کہ وہ لوگوں کی تعریف و برائی سے بے نیاز ہوکر اللہ کی عبادت کرے۔ ہر عمل کی قبولیت کے لئے چار چیزیں ضروری ہیں۔ (۱) علم، علم کے بغیر عمل کا صحیح ہونا دشوار ترین بلکہ ناممکن ہے اور وہی عمل قبول ہوتا ہے جو صحیح ہو (۲) نیت، نیت کے بغیر عمل باعث اجر نہیں ہوتا اور بعض اعمال نیت کے بغیر معتبر ہی نہیں۔ انما الاعمال بالنیات۔ عمل کا دار و مدار نیت پر ہے (۳) صبر، ہر عمل کو صبر و سکون کے ساتھ کریں یا عمل کرنے میں جو پریشانی پیش آئے اس پر طبیعت خاطر صبر کرے۔ پہلی دو چیزیں عمل سے پہلے اور تیسری چیز درمیان کی ہے (۴) اخلاص، اخلاص کے بغیر کوئی عمل قبول نہیں ہوتا۔ اخلاص نہ ہونے کی سزا یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو ہلاک کرنا چاہتا ہے تو اس کو تین چیزوں میں مبتلا کر دیتا ہے۔ (۱) اس کو علم دیتا ہے لیکن عمل کی توفیق سلب کر لیتا ہے۔ (۲) صالحین کی صحبت کا موقع دیا جاتا ہے لیکن ان کے مرتبہ کی معرفت اور ان کی قدر دل سے نکال لی جاتی ہے۔ (۳) نیک کام کرنے کا موقع دیا جاتا ہے لیکن اخلاص سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ یہ اس کی نیت خرابی اور خبث باطن کی وجہ سے ہوتا ہے ورنہ اگر نیت درست ہو تو علم کا نفع عمل میں اخلاص اور بزرگوں کی قدر ضرور ہوگی۔

تنبیہ۔ عمل میں ریاکاری کا خطرہ ہو تو انتہائی کوشش کرکے اس کو دور کرے لیکن کوشش کے باوجود اگر دور نہ ہو

تو اس کی وجہ سے عمل کو ترک نہ کرے بلکہ استغفار کرتا رہے شاید اللہ دوسرے عمل میں اخلاص عطا فرما دے۔

واقعہ: کسی نے مسافر خانہ بنوایا اور دل میں یہ خیال تھا کہ میرا عمل قبول بھی ہو گا یا نہیں۔ یعنی اپنے اخلاص پر شبہ تھا۔ اس شخص سے کسی نے خواب میں کہا بالفرض اگر تیرا یہ عمل اخلاص سے خالی بھی ہے تو ان مسلمانوں کی دعائیں یقیناً مخلصانہ اور مقبول ہیں جو اس مفید کام کی وجہ سے تیرے لئے کرتے ہیں۔ یہ سن کر وہ شخص خوش اور مطمئن ہو گیا۔ اللہ پاک ہم سب کی اصلاح فرمائیں اور اخلاص کی دولت سے مالا مال فرمائیں۔

ہم اپنے گریبان میں جھانکیے

از ضیاء الرحمن شمسی مراد آباد

کبھی ہماری فتوحات کا یہ عالم تھا جس بہار پر نظر ڈال دیتے تھے مثال موم پگھل جاتا تھا۔ اگر آپ نے تاریخ کا مطالعہ کیا ہے تو یقیناً مندرجہ ذیل اعداد و شمار آپ کی نظر سے ضرور گذرے ہوں گے لیکن ذرا ماضی کو حال سے ملا کر دیکھئے جیسے کہ شکست ہمارا مقدر بن چکی ہے۔ کثیر تعداد میں ہونے کے باوجود آخر ایسا کیوں ؟ پہلے ماضی کا خاکہ ملاحظہ کیجئے۔ اس کے بعد حال پر نظر کیجئے۔

(۱) غزوۂ بدر میں ۳۱۳ صحابۂ کرام نے ۱۰۰۰ دشمنان اسلام کو زبردست مقابلہ کے بعد شکست فاش دی۔

(۲) غزوۂ احد میں ۷۰۰ صحابۂ کرام نے چار ہزار دشمنان اسلام کو شکست فاش دی۔

(۳) غزوۂ خندق میں صرف تین ہزار مسلمانوں نے ۲۴ ہزار مسلح لشکر کے پرخچے اڑا دیئے۔

(۴) غزوہ موتہ میں تین ہزار اسلامی سرفروشوں نے ایک لاکھ عیسائی لشکر کو مار بھگایا۔

(۵) دس ہزار اسلامی لشکر نے بغیر خون ریزی کے مکہ فتح کر کے وہاں توحید کا پرچم لہرایا۔

(۶) ۱۲ھ میں بصرہ میں فتح کرنے کے بعد حضرت سیف اللہ خالد بن ولید کی سرکردگی میں چالیس ہزار اسلامی فوج نے عیسائیوں کی ایک لاکھ فوج کو گاجر مولی کی طرح کاٹ کر رکھ دیا۔

(۷) جنگ یرموک میں ۴۰ مسلمانوں نے ۹ ہزار رومیوں کے چھکے چھڑا دیئے۔

(۸) صرف تیس مجاہدین اسلام نے حلب کا شہر اور اس کا قلعہ فتح کر لیا۔

آخر کبھی آپ نے اپنے دماغ پر زور دے کر ان حیرت انگیز فتوحات کے اسباب و علل معلوم کرنے کی کوشش کی۔ کبھی آپ

باقی صفحہ ۲۸ پر

قادیانیت کے خلاف قلمی جہاد کی سرگذشت

طباعت عمدہ
کتابت کمپیوٹر
رنگین کور
دیدہ زیب ٹائیٹل
صفحات ۴۵۰

اس کتاب میں رد قادیانیت پر لکھی جانیوالی ایک ہزار کتاب کا مستقل تعارف بے لاگ تجزیہ کیا گیا ہے
یہ کتاب ختم نبوت، حیات عیسیٰ، کذب مرزا
مرزائیوں کے خلاف قانونی احتساب (مقدمات)
مرزائیوں کے خلاف مباہلہ و مناظرہ جات، مرزائیوں کیخلاف علمی جہاد (فتوی جات)

مرزائیوں کے کریکٹر و کردار اور سیاسی امت کی سرگزشت پر مشتمل اس عنوان کی انتہائی قابل قدر محنت ہے۔
— اس کتاب سے رد قادیانیت پر کام کرنے کے لیے نئے تقاضوں اور نئے منصوبوں سے آپ آگاہ ہوں گے۔
— یہ کتاب دراصل رد قادیانیت سے متعلق ایک ہزار واقعات کی ایسی دستاویز ہے جسے پڑھے بغیر آپ کی معلومات نامکمل ہوں گی

— اس عنوان پر حضرت مولانا سید محمد علی مونگیری اور حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی نے سب سے پہلے کام کیا۔ اس کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے یہ محنت کرکے ان حضرات کے اس مشن کی تکمیل کا اہتمام کیا ہے
— قادیانی مذہب نامی کتاب مرزائیت کے حوالہ جات کے لیے انسائیکلوپیڈیا ہے اس طرح یہ کتاب قادیانیت کے خلاف حالات و واقعات کی مکمل دستاویز ہے۔
— یہ کتاب آج تک قادیانیت کے خلاف ہونے والے علمی کام کی مکمل تاریخ ہے

ساڑھے چار صد صفحات کی اس مجلد کتاب کی قیمت مجلس نے صرف ۵۰ روپے رکھی ہے۔ دس روپے ڈاک خرچ کل ساٹھ روپے کے منی آرڈر یا ڈرافٹ آنے پر کتاب رجسٹرڈ ڈاک سے ترسیل ہوگی
وی پی ہرگز نہ ہوگی

ملنے کا پتہ ○ ناظم دفتر مرکزیہ، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ، حضوری باغ روڈ ملتان، پاکستان

کراچی میں قادیانی جلسہ کی خفیہ رپورٹ

قادیانی پروہت نے جلسہ کو قادیانیت کے لیئے الہٰی نشان قرار دیا۔ لیکن وہ قادیانیت کے خلاف عبرتناک الہٰی نشان بن گیا اور اسکا انجام اندوھناک ہوا۔

جمعہ ۲۸ دسمبر ۱۹۹۰ء کو کراچی کے قادیانیوں نے ایک غیر قانونی جلسہ کا اہتمام کراچی اسٹیل ملز سے آگے رزاق آباد میں کیا۔ اس جلسہ کی قادیانیوں نے اجازت لی یا نہیں؟ اگر انتظامیہ کی اجازت سے ہوا تو قادیانی آرڈی نینس مجریہ ۱۹۸۴ء کی موجودگی میں کیوں اجازت دی گئی اور اگر بغیر اجازت جلسہ کرنے کی جسارت کی گئی تو کیا انتظامیہ کے علم میں ہے؟ دینی حلقوں نے انتظامیہ کی اس لاپرواہی پر زبردست احتجاج کیا اور کہا کہ قادیانی جلسہ کے منتظمین کے خلاف کاروائی کی جائے۔

ذیل میں قادیانی جلسہ کی ایک روئیداد جو ہمیں ایک خفیہ ذریعے سے موصول ہوئی ہے اسے شائع کر رہے ہیں کہ اس جلسہ میں عجیب و غریب صورت حال پیدا ہوئی۔ جلسہ کیا تھا ایک ڈرامہ کا منظر تھا۔ پورے جلسے میں شور و غل، ہنسی و مذاق ٹھٹھا ہوتا رہا۔ آیئے اس جلسے کی روئیداد پڑھیں اور لطف اندوز ہوں کہ اس جلسے کا اختتام اندوہناک انجام سے کیا یہ جائے عبرت ہے۔ ہم اس سلسلے میں قادیانیوں کو دعوتِ اسلام دیتے ہیں کہ اپنے گلے سے لعنت کا طوق اٹھا کر پھینک دیں اور اسلام قبول کرنے میں عافیت سمجھیں۔ (ادارہ)

جب قادیانیوں کے مرکزی جلسوں اور اجتماعات پر ربوہ میں کرنے پر پابندی لگنا شروع ہوئی تو انہوں نے مختلف شہروں اور قصبوں میں اجتماعات شروع کر دیئے ہیں اسی قسم کا ایک سالانہ جلسہ اسٹیل ملز سے آگے رزاق آباد کے قریب قادیانیوں کے مرگھٹ میں ۲۸ دسمبر ۹۰ کو ہوا جس میں کراچی اور مضافات کے قادیانیوں نے شرکت کی۔ مرکزی پروہت سلطان محمود انور اور "لاہور" کے ایڈیٹر ثاقب زیروی نے ربوہ مرکز کے راہنماؤں کی حیثیت سے شرکت کی سلطان محمود نے اپنی تقریر کے دوران بتایا کہ حکومت کی طرف سے قادیانی اجتماعات پر پابندیوں کا منہ توڑ جواب دیا جائے گا۔ اور حکومت کی طرف سے ربوہ کے ایک سالانہ جلسہ پر جو پابندی لگائی گئی ہے اس کے جواب میں امسال کراچی کی طرز پر پاکستان کے مختلف علاقوں میں قادیانیوں نے ستّر صد سالہ جلسے اور اجتماعات کئے ہیں منظور شاد نے اپنی تقریر میں کہا کہ کراچی میں قادیانیوں کی دو بیوت الحمد رقادیانی عبادت گاہیں) بند کی گئی ہیں مگر وہ دینے والے نہیں اور حکومت کے اس اقدام کا جواب اس طرح دیں گے کہ ہر سال کراچی میں کم از کم ۱۵ بیوت الحمد رعبادت گاہ کے نام پر قادیانی اڈے) تعمیر کریں گے انہوں نے کہا کہ اس وقت بھی محمود آباد منظور کالونی، لانڈھی اور کورنگی میں بیوت الحمد کا عنقریب افتتاح ہونے والا ہے اور بہت سے دیگر علاقوں میں بھی زیر تعمیر ہیں۔ اس پر قادیانیوں نے نعرہ ہائے تحسین اور مرزا غلام احمد کی جے کے نعرے بلند کئے۔ گو نعرے کمزور

خبریں

اخبارِ ختم نبوت

آواز اور ردعمل بھی مایوس کن تھا۔ کراچی کے قادیانی نائب امیر مرزا عبدالرحیم بیگ ایڈوکیٹ نے مائک پر گڑ گڑا کر درخواست کی کہ کم از کم "مرزا غلام احمد کی جے" کا نعرہ تو زور سے لگاؤ۔ اس پر قادیانی امیر احمد مختار نے کہا کہ نہیں سارے نعرے ہی زور سے لگاؤ۔ اس پر قہقہہ پڑا اور دو تین نوجوانوں نے ایک ساتھ مختلف نعرے لگانا شروع کر دیئے اس شور میں کسی منچلے نے نعرہ رسالت بھی لگا دیا جو کہ قادیانی جلسوں میں نہیں لگایا جاتا جس پر لوگ بہت چونکے اتنے نعروں میں کون کسی کا جواب دیتا۔ بس غل غپاڑہ اور لوگ ہنس ہنس کے بے حال ہو رہے تھے۔

پروہت سلطان محمود نے رسالہ "ختم نبوت" کا بھی ذکر کیا کہ اس میں کسی عبدالکریم نے لکھا کہ صرف قادیانیوں کی تعداد پر مباہلہ کرو۔ پروہت نے ان کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا کہ یہ کس تعداد پر مباہلہ کریں گے راجہ ظفر الحق نے قادیانیوں کی تعداد پاکستان میں ۳ لاکھ بتائی تھی اور ان کے اخبار نے لکھا کہ ۲۲ لاکھ قادیانی پیپلز پارٹی کی الیکشن میں مدد کر رہے تھے اور ایمنسٹی انٹرنیشنل کو حکومت پاکستان نے قادیانیوں کی تعداد سات ہزار بتائی۔ قادیانی پروہت نے کہا کہ قادیانیوں کی کل تعداد سوا کروڑ سے زائد ہے۔

کراچی کے اس جلسے میں کل ۲½ تین ہزار قادیانیوں نے شرکت کی جس میں عورتیں بچے بھی تھے ایک نئی جدت یہ پیدا کی گئی کہ جلسے میں ایک عورت اور ایک مرد باری باری تقریر کرتے تھے قادیانی امیر اور پروہت سلطان محمود کی

تقریروں کے دوران دلچسپ صورت یہ بھی پیدا ہوئی کہ ان کی تقریروں کے ساتھ ساتھ ہی فلمی گانے بھی نشر ہونے لگ جاتے۔ پتہ نہیں کیا فنی خرابی تھی کہ باوجود چیک کرنے کے ان اکابرین کی آواز کے ساتھ گانے کی آواز مل کر مائک سے نشر ہونے لگتی تھی جس سے بڑی مزاحیہ صورت حال پیدا ہوتی رہی اور حاضرین جلسہ مارے ہنسی کے لوٹ پوٹ ہوتے رہے۔

کراچی کے مختلف اطراف سے قادیانی کل ۱۳۱ بسوں میں جلسہ گاہ پہنچے بعض کاروں سوزوکیوں موٹر سائیکلوں پر بھی آئے۔ جلسہ گاہ قادیانی مرگھٹ کی چار دیواری کے اندر شامیانہ لگا کر بنائی گئی تھی۔ کھانے پینے کی اشیاء اور قادیانی لٹریچر پر مشتمل سٹال بھی لگائے گئے تھے۔ بسوں اور گاڑیوں کو مرگھٹ سے تقریباً ایک فرلانگ دور کھڑا کرنے کا انتظام کیا گیا تھا۔ ہر طرف سخت گرد وغبار اور جھکڑ چل رہا تھا۔

کھانے کا اس بار بہت پراپیگنڈہ کیا گیا تھا کہ ربوہ سے سپیشل باورچی بلائے گئے ہیں۔ جو کہ وہاں کی مخصوص چٹ پٹی ذائقہ دار دال تیار کریں گے۔ چنانچہ جونہی کھانے کا وقفہ ہوا لوگوں نے ہلہ بول دیا۔ تاہم پہلے ریلے کے بعد کارکنوں نے لائنیں لگوائیں۔ دیوار سے باہر میدان میں میزیں لگا کر کھانے کا انتظام کیا گیا تھا۔ جہاں خوب جھکڑ چل رہا تھا اور بہت گرد اڑ رہی تھی۔ کارکن دال کی پلیٹوں سے پلاسٹک کی پلیٹوں میں دال بھر بھر کر میزوں پر رکھ رہے تھے۔ لیکن جھکڑ کی وجہ سے پلیٹیں دال سمیت اُڑ جاتی تھیں اس کا علاج یہ کیا گیا کہ پلیٹیں فُل بھر کر رکھی گئیں تاکہ وزن سے اڑیں نہ۔ لیکن صورت حال یہ ہوگئی کہ پلیٹ آدھی کے قریب ہی کھاپاتے تھے کہ وہ اڑ جاتی تھی۔ چنانچہ منظر یہ تھا کہ کھانے کے دوران ہی کھانے والے کے سامنے سے پلیٹیں دال سمیت ہی اڑ جاتی تھیں۔ ایک دوسرے کے اوپر کپڑوں پر بلکہ بعض کے چہروں پر شڑاپ سے پڑیں۔ لوگ پیچھے بھاگ کر ریت سے اپنی پلیٹ اٹھا کر مٹی ملی دال ہی کھانے لگتے یا پھر دوسری پلیٹ پکڑ لیتے۔ دال بالکل پھیکی اور بے مزہ بدذائقہ تھی اور لوگ بہت شکوہ کر رہے تھے کہ پراپیگنڈہ تو بہت کیا کہ ربوہ سے سپیشل باورچی آ رہا ہے۔ اور ایسا بے کار پکوان۔ قادیانی برملا تنقید کر رہے تھے کہ اتنا چندہ لیتے ہیں اور پلاسٹک کی پلیٹوں کی بجائے سٹین لیس سٹیل کی پلیٹیں نہیں لے سکتے بعض کہہ رہے تھے کہ کروڑوں اربوں چندہ جمع کرتے ہیں نہ جانے وہ سب کہاں جاتا ہے۔ ایک چھت والی عمارت یا ہال نہیں بنوا سکتے جہاں گرد مٹی اور جھکڑ سے بچ کر کھانا ہی کھا سکیں۔ کھانے کے دوران سب کی شکلیں گرد وغبار سے اٹ کر ایسے ہوگئیں جیسے انسان نہیں بلکہ بندر ہوں۔ جیسا کہ قرآن پاک میں آیا ہے "کونوا قردۃ خاسئین"۔ ایک دوسرے کی شکل پہچانی نہیں جاتی تھی۔

قادیانی جلسے کی دلچسپ جھلکیاں

- نعرے مارنے میں قادیانیوں نے کسی دلچسپی کا مظاہرہ نہیں کیا۔
- جلسہ میں قہقہہ، غل غپاڑہ، ٹھٹھا، مذاق۔
- قادیانی کا ہنس ہنس کر بے حال ہو جانا۔
- تقریروں کے دوران فلمی گانے نشر ہونے پر مزاحیہ صورت حال کا پیدا ہونا۔
- جلسہ میں نعرۂ رسالت نے قادیانیوں کو چونکا دیا۔
- جلسہ میں کھانا پکانے کیلئے ربوہ سے اسپیشل باورچی، مگر کھانا بدذائقہ۔
- کھانے کی پلیٹوں کا ہوا میں اُڑان۔
- دال کی پلیٹیں لوگوں کے منہ پر شڑاپ پڑنے لگیں۔
- نظم وضبط کا فقدان۔
- چندہ کروڑوں کا لیکن نہ جانے کہاں جاتا ہے؟ قادیانیوں کی تنقید۔
- قادیانیوں کی شرارت۔ قناتیں گرا دی گئیں۔
- آسمان پر سیاہ گھنگھور گھٹا چھا جانا۔
- جلسہ ختم کرو، ختم کرو کا شور۔
- اختتام جلسہ کے موقع پر بھگدڑ۔
- دعا کے دوران قادیانیوں کی بھاگم بھاگ۔
- عورتوں، بچوں، بوڑھوں کا بُری طرح کپکپانا۔
- بسوں کے انجن ٹھنڈے پڑ گئے۔

مرکزی پروہت کارکنوں کے انتظام کی بڑی تعریف کر رہا تھا اور جلسہ کے شرکاء کی طرف سے نظم وضبط کی بھی کہ عین اسی وقت شرکاء نے سامنے کی قنات گرا دی سلطان محمود نے لوگوں سے کہا کہ بدنظمی نہ کریں اور قنات دوبارہ کھڑی کریں۔ کارکن بھی ادھر بھاگے مگر حاضرین نے ایک نہ مانی اور دیکھتے ہی دیکھتے پوری قنات گرا کر اوپر براجمان ہوگئے اکثر جہاں کہیں بھی قادیانی اپنا چکر چلاتے ہیں۔ اللہ تعالے کی قدرت بھی ان کو پسپا کرنے اور جھٹلانے کے لئے نشان دکھلاتی ہے۔ چنانچہ اس بار بھی الٰہی نشان ظاہر ہوا اور اس جلسے کا انجام بڑا اندوہناک ہوا۔

۴ بجے کے قریب جب کہ ربوہ کے مرکزی پروہت کی تقریر زوروں پر تھی ایک دم آسمان پر سیاہ مہیب گھٹا اٹھی اور کالے بادل سرعت سے جلسہ گاہ کی طرف بڑھنے لگے۔ لوگوں نے شور مچایا کہ جلسہ ختم کرو ختم کرو بارش ہونے والی ہے اور اس مرگھٹ میں سر چھپانے کی جگہ بھی نہیں مگر سلطان محمود پر جوش خطابت کا جنون سوار تھا کہنے لگا کہ خدا ہمارے ساتھ ہے اور ہمیشہ ہماری حمایت میں نشان دکھاتا ہے گھبرائیں مت کچھ نہیں ہوگا مگر اتنے میں بڑے بڑے چھینٹے پڑنے لگے تو پروہت کہنے لگا کہ قادیانی جماعت بڑی بڑی قربانی راہ حق میں دینے کی عادی ہے۔ یہ بارش کیا چیز ہے۔ ہمارے جیالے قربانی دینے سے نہیں ڈرتے بارش سے بھیگ بھی گئے تو کیا ہوا۔ مگر قادیانی بھاگنا شروع ہوگئے۔ وہ بیچارے مجبور بھی تھے۔ وجہ یہ تھی کہ جائے پناہ صرف بسیں تھیں۔ جو ایک فرلانگ دور کھڑی کی گئی تھیں سلطان محمود انور نے بھاگتوں کو پکار کے کہا آخری دعا میں تو شامل ہو جاؤ مگر جلال الٰہی پناہ گاہ تک حفاظت سے پہنچنے کا موقعہ نہ دینا چاہتا تھا۔ بارش یکدم تیز ہوگئی اور آخری دعا کے دوران ہی قادیانی شرکائے جلسہ بسوں کی جانب بگٹٹ بھاگ کھڑے ہوئے۔

مگر بارش میں اسقدر شدت تھی کہ بسوں تک پہنچنے میں سب تر بتر پانی میں نچڑ گئے۔ ایسا لگتا تھا کہ قدرت ڈنڈا لئے ان کو جلسہ گاہ سے بھگا رہی ہے۔ عورتوں بچوں کا تو بہت برا حال تھا کہ وہ تیز نہ چل سکتے تھے پھر

ریتلے ٹیلوں کی وجہ سے عورتوں کی چپلیں پانی اور ریت میں دھنس کر رہ گئیں۔ جو بغیر برقعے کے مہین کپڑوں میں تھیں ان کی بھیگ کر اور حالت عبرتناک۔ بوڑھے جوان بچے سب کے سر سے پاؤں تک دھاریں بہہ رہی تھیں اوپر سے ٹھنڈی یخ ہوا زور سے چلی جس سے سبھی خصوصاً عورتیں بچے بوڑھے بری طرح کپکپا رہے تھے اور اکثر کی حالت ایسی غیر تھی کہ شاید ہی گھر سلامت پہنچے ہوں اور بکثرت شدید بیمار پڑ گئے، بسوں کے اوپر راہنمائی کے لئے کاغذ کے پوسٹر لگائے گئے تھے کہ یہ فلاں علاقے محلے والوں کے لئے بس ہے۔ مگر بارش شروع سے ہی ایسی تیز تھی کہ وہ پوسٹر دھل کر اتر گئے۔ اس کی وجہ سے بھی لوگوں کو اپنی اپنی بسیں ڈھونڈنے میں بہت ٹائم لگا اور اس دوران وہ بری طرح بھیگتے رہے خدا کی قدرت کہ یہ قیامت خیز بارش بھی تقریباً آدھا گھنٹہ ہی تیز رہی یعنی ادھر سب پانی میں غرق بسوں میں بیٹھ گئے۔ تو بارش بھی مدہم مگر ٹھنڈی یخ ہوا تر بتر جسموں کو منجمد کرنے کے لئے زوروں میں چلنے لگی پھر معلوم ہوا کہ بسوں کے انجن ٹھنڈے ہو گئے ہیں۔ کسی میں دھکا لگانے کا دم نہ تھا۔ ہزار خرابی زبوں حالت خوار ہو کے نکلے امید ہے کراچی کے قادیانی شرکاء اس جلسہ کو کبھی نہ بھولیں گے۔ اور سعادت مند عبرت پکڑیں گے اور تائب ہو کر امت محمدیہ میں شمولیت اختیار کریں گے۔

سابقہ امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کنری سے رحلت فرما گئے۔

گذشتہ دنوں کنری کے سابقہ امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جناب الہ پیرخان صاحب قضائے الٰہی سے انتقال فرما گئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے لئے ان کی خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ سابق وزیر اعظم پاکستان جناب محمد خان جونیجو صاحب نے پیر خان صاحب کی رہائش گاہ پر جا کر ان کی بیٹوں سے تعزیت کی۔

اندرون سندھ قادیانی تصادم کروانا چاہتے ہیں'

اگر قادیانیوں کی سرگرمیوں کو تعلقہ پارکر میں لگام نہ دی گئی تو تصادم متوقع ہے یہ بات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کنری کے ناظم ماسٹر عبدالواحد عبدالغفار مغل سرپرست اعلیٰ ختم نبوت یوتھ فورس کنری، صدر ختم نبوت یوتھ فورس جناب محمد صفدر نے اپنے ایک اخباری بیان میں کہی انہوں نے کہا کہ جس دن سے نئی حکومت آئی ہے اندرون سندھ قادیانیوں کی سرگرمیوں میں بے پناہ اضافہ ہو گیا ہے جس کی مثال حالیہ فضل بھنبھرو (تعلقہ پارکر) کا جلسہ ہے جس میں قادیانیوں نے لاؤڈ اسپیکر اور قرآنی آیات کا استعمال کیا اور جلسہ کی اطلاع ۔ ح ۔ ۵ تعلقہ پارکر کو دی گئی اور انہوں نے یقین دلایا کہ قادیانیوں کو جلسہ کرنے کی تعلقہ پارکر میں اجازت نہیں دی جائے گی۔ مگر انتظامیہ کی ملی بھگت سے قادیانیوں نے فضل بھنبھرو (تعلقہ پارکر) میں جلسہ کیا۔ انہوں نے وزیر اعظم جناب میاں نواز شریف، وزیر اعلیٰ سندھ جناب جام صادق علی سے قادیانیوں کی سرگرمیوں پر فوری پابندی اور آئین کی خلاف ورزی کرنے پر قادیانیوں پر مقدمہ دائر کرنے کا مطالبہ کیا۔

مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی کا خطاب

لاہور۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی نے کہا عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ شفاعت رسولؐ کا باعث ہے۔ نیز ختم نبوت کا کام کرنے والوں کی پشت پر سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں اور توجہات ہیں۔ وہ یہاں غازی آباد مجلس کے کارکنوں سے خطاب کر رہے تھے۔ واضح رہے کہ غازی آباد میں بازار نمبر ۲ میں مجلس کا دفتر قائم کیا گیا ہے۔ جہاں پندرہ دنوں کے بعد تبلیغی و اصلاحی اور تربیتی پروگرام منعقد ہوتے ہیں۔ آج کے پروگرام کی صدارت جناب محمد اشرف نے کی۔ جبکہ مہمان خصوصی مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی تھے۔ مولانا شجاع آبادی نے کارکنوں پر زور دیا۔ کہ اگر وہ اخلاص کے ساتھ جماعتی پروگرام کو عوام تک پہنچائیں۔ تو عوام قادیانیت کے دام تزویر میں نہیں پھنسیں گے۔

غازی آباد میں قادیانی سکولوں کی آڑ میں نئی نسل کے ذہنوں کو مسموم کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی سکول میں پڑھنے والے بچوں کے والدین سے مطالبہ کیا کہ وہ اپنے بچوں کے دینی مستقبل کی حفاظت کے لئے قادیانی تعلیمی اداروں سے علیحدہ رکھیں۔ کارکنوں نے عزم کیا کہ وہ قادیانیت کا ڈٹ کر مقابلہ کریں گے۔ اور کسی بڑی سے بڑی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کی تشکیل'

لاہور۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کارکنوں کا اجلاس جامع مسجد آر۔ اے بازار میں منعقد ہوا جس میں ڈیفنس سوسائٹیز میں قادیانیوں کی سرگرمیوں پر غور و خوض ہوا اور طے پایا کہ مذکورہ بالا علاقہ میں مرزائیوں کی ریشہ دوانیوں پر کڑی نظر رکھنے کے لئے مجلس کی تشکیل کی جائے۔ اجلاس کی صدارت مولانا حافظ مختار احمد خطیب جامع مسجد ہذا نے کی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی نے مرزائیت کے مقابلہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی خدمات پر روشنی ڈالی۔ اور جماعتی انتخاب کے طریقہ کار کو بیان کیا چنانچہ مندرجہ ذیل عہدیداران تشکیل پائے۔

سرپرست اعلیٰ۔ جناب پیرزادہ علی احمد چشتی صابری۔
کنوینر و امیر ۔ سید محبوب احمد شاہ
جنرل سیکرٹری ۔ خواجہ عزیز الرحمان۔
سیکرٹری ۔ قاری محمد ایوب
سیکرٹری تبلیغ ۔ محمد رمضان امیر تبلیغی جماعت
خزانچی ۔ شفیق احمد لطفی جنرل سٹور

نمائندہ مجلس عمومی خواجہ عزیز الرحمٰن صاحب اجلاس میں مندرجہ بالا حضرات کے علاوہ ماسٹر منظور احمد لطیف اللہ صدیقی، مولانا محمود الحسن خطیب ٹی۔ این۔ ٹی، حافظ غفور الحق ملک، مولانا محمد عنایت اللہ، مولانا محمد مشتاق احمد ربانی نے شرکت کی عہدیداروں نے منظم طریقہ پر کام کرنے کا عزم کیا۔

بقیہ۔ اخلاق کیا ہے؟

کو اساس بنایا اور مذہبی احکام کو اس پر منطبق کرنے کی کوشش کی جس کو فلاسفہ کی جماعت کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اس راہ کے راہنما فارابی، ابن سینا، ابن رشید وغیرہ ہیں۔

دوسری جماعت نے مذہبی اخلاق مسائل کو بنیاد قرار دیا اور عقل کو ان کے سمجھنے کا آلہ تسلیم کیا۔ جس کو صوفیا کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس طریق کے ہادی امام غزالی، شیخ اکبر، رومی، ابن قیم اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی وغیرہ ہیں۔

غرض نظریوں کے اس اختلاف کے باوجود ان تمام ادوار و طبقات میں علم الاخلاق کی خدمت کا سلسلہ جاری رہا۔

بقیہ : عالم ختم نبوت

نے یہ سوچنے کی زحمت گوارہ فرمائی کہ آخر ان میں کونسی بے پناہ قوت تھی جو ایک ایک مجاہد ایک ایک ہزار دشمنان اسلام پر بھاری تھا۔ اور اسلام دشمن قوت سے ٹکرانے میں کوئی جھجک محسوس نہیں کرتا تھا۔ اور جس میدان میں قدم رکھ دیتا تھا فتح خود بڑھ کر اس کے قدم چوم لیتی تھی۔

اگر آپ نے اس پر غور کرنے کی زحمت نہیں فرمائی تو لیجئے ہم آج آپ کو اس حیرت انگیز فتوحات اور میدان جہاد میں بے نظیر ثابت قدمی کے اسباب وجوہات سیدنا فاروق اعظمؓ کے الفاظ مبارک میں ہی پیش کرتے ہیں۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور مبارک میں ایران فتح ہوا۔ اس ملک میں جو اسلامی لشکر امیر المومنین نے بھیجا تھا اس کے قائد سعد بن ابی وقاص تھے۔ فاروق اعظمؓ نے ان کے نام جو خط مرسل کیا تھا وہ یہ تھا۔

میں آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو حکم دیتا ہوں دشمنوں کی نسبت اپنے گناہوں سے زیادہ ڈریں اور اپنے آپ کو دشمنوں کی نسبت گناہوں سے زیادہ بچائیں۔ اس لئے کہ فوج کا گناہ ان کے دشمنوں سے زیادہ خوف کی چیز ہے۔ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کی مدد اسی لئے ملتی ہے کہ وہ خدا کے فرمانبردار ہیں اور دشمن نافرمان ہیں اور اگر فرماں برداری اور نافرمانی کا یہ فرق نہ ہوتا تو ہمیں ان کے مقابلہ میں قوت کیونکر حاصل ہوتی۔ اس لئے کہ انکی تعداد ہماری تعداد سے بہت زیادہ ہے اور ان کے پاس سامان جنگ بھی ہم سے زیادہ ہے۔ اگر گناہ گاری میں ہم اور وہ برابر ہو گئے تو قوت میں ہم سے ضرور بڑھ جائیں گے۔ اگر اللہ اپنے فضل سے ہماری مدد نہ کرے تو ہم اپنی قوت سے ان پر غالب نہیں آسکتے۔

اب آج آپ خود ہی فیصلہ کریں کہ موجودہ دور کے مسلمانوں کی تباہی کا راز کیا ہے؟ اور ہم اسی بیماری میں تو مبتلا نہیں ہو گئے جس کی نشان دہی حضرت فاروق اعظمؓ نے کی تھی۔

بقیہ : مرزا کی تحریف

(۳) ولقد اوحی الیک والی الذین من قبلک لئن اشرکت لیحبطن عملک۔ (الزمر ۶۵)

(۴) وما ارسلنا قبلک من المرسلین الا انھم لیاکلون الطعام - (الفرقان آیۃ ۲۰)

(۵) ولقد ارسلنا الی امم من قبلک۔ (الانعام آیۃ ۴۲)

(۶) قل قد جاءکم رسل من قبلی بالبینٰت۔ (آل عمران آیۃ ۱۸۳)

(۷) والذی اوحینا الیک من الکتٰب ھو الحق مصدقا لما بین یدیہ۔ (فاطر آیۃ ۳۱)

ان آیات اور اسی قسم کی دوسری آیات میں وحی الٰہی کا تذکرہ کیا گیا ہے اور ان سب آیات میں قید قبلیت کے ساتھ مقید کیا گیا۔ حالانکہ اگر مابعد میں بھی کوئی وحی یا نبوت ہوتی تو یہ قید سبب اضلال ہو سکتی ہے بلکہ وحی ماقبل کی طرح وحی مابعد کا بھی ذکر کرنا ضروری تھا اور مصدقا لما بین یدیہ کے ساتھ من خلفہ کا ذکر بھی ضروری تھا اور کم از کم وحی کو مطلق چھوڑ دیا جاتا تاکہ وحی مابعد کی گنجائش بھی باقی رہتی۔

دلیل وعدی

فالذین اٰمنوا بہ وعزروہ ونصروہ واتبعوا النور الذی انزل معہ اولٰئک ھم المفلحون۔ (الاعراف آیۃ ۱۵۷)

ایسی تمام آیات جن میں صرف اللہ اور رسول کی اطاعت پر جنت اور فلاح کا وعدہ کیا گیا ہے انقطاع نبوت کی دلیل ہیں کیونکہ اور نبی کا آنا اگر ہوتا خواہ بروزی یا ظلی تو جنت اور فلاح اس کے ماننے پر موقوف ہوتی تو اس قسم کی تمام آیات کا مضمون کیونکر درست ہو سکتا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وحی اور نبوت بند ہے۔

بقیہ : عہد نبویؐ کا واقعہ

ذرا غور سے سن لے اور میرا پیغام غسان کو دیدے: کہ ہم نے جس آقاؐ کی چوکھٹ پر سر رکھا ہے وہ کٹ تو سکتا ہے ہٹ نہیں سکتا۔ اس آقا کی دربار کی گھڑیوں اور دلربائیوں کا حال تمہیں کیا معلوم اس کی بے التفاتی بھی دوسر دلکی محبت و عزت سے ہزار درجے زیادہ محبوب و عزیز ہے

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند

آیا بود کہ گوشۂ چشم بما کنند

ان مخلصین مومنین عاشقین رسولؐ پر یہ آزمائش پچاس دن کم و بیش جاری رہی آخر اللہ تعالیٰ نے توبہ قبول فرمائی اور سورۃ توبہ کی یہ آیت نازل ہوئی۔

وعلی الثلٰثۃ الذین خلفوا حتی اذا ضاقت علیھم الارض بما رحبت الخ

اور وہ تینوں آدمی جن کا معاملہ فیصلہ الٰہی کے لئے ملتوی کر دیا تھا ان کا یہ حال ہوا کہ تمام مسلمانوں نے ان کو چھوڑ دیا تھا۔ زمین اپنی وسعت کے باوجود ان پر تنگ ہو گئی تھی اپنی زندگی سے بیزار ہو گئے اور انہوں نے دیکھ لیا کہ اللہ سے پناہ نہیں ہے مگر صرف اسی کی طرف تو پھر اللہ نے ان کی توبہ قبول کر لی یقیناً اللہ ہی توبہ قبول کرتا ہے اور خطاکاروں کے لئے مہربانی رکھتا ہے۔

اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ مومنین اور مخلصین کی تھوڑی سی سستی اور کاہلی موجب جرم بن گئی خصوصاً یہ وہ صحابی ہیں جنہوں نے اپنی پوری زندگی میں اسلام کی خاطر قربانی سے سر مو انحراف نہیں کیا۔ ان کے لئے یہ وعید ہے اور اس درجے وہ غمخوار ہوئے۔

تو آج کل کے مسلمان ہیں کہ جن کا سارا زندگی کا مقصد ہی دنیا ہے قادیانیوں، دین کے ڈاکوؤں کے ساتھ مصطفیٰ کے باغیوں کے ساتھ مراسم رکھتے ہیں۔ ان کی خوشیوں میں شریک ہوتے ہیں ملک میں بڑے بڑے عہدوں پر فائز کئے ہوئے ہیں ہمارے حکمران اور مسلمان سوچ لیں کہ روز حشر کے ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا منہ دکھائیں گے کیا ہماری ملی غیرت بیدار نہ ہوگی؟

بقیہ : اُمّت پنا

کی اُمّت میں اُمّت پنا آجائے۔ اس میں ایمان و یقین کیلئے یہ ذکر و تسبیح اور تعلیم والی، خدا کے سامنے جھکنے والی خدمت کرنے والی، برداشت کرنے والی، دوسروں کا اعزاز و اکرام کرنے والی اُمّت بن جائے۔ نجویٰ نہ کرنے والی اُمّت بنجائے۔ اگر کسی ایک علاقے میں بھی یہ محنت اس طرح ہونے لگے جس طرح ہونی چاہیئے تو ساری دنیا میں بات چل پڑے، اب اس کا اہتمام کرو کہ مختلف قوموں، علاقوں اور طبقوں اور مختلف زبان والوں کو جوڑ جوڑ کر جماعتوں میں بھیجو اور اصول کی پابندی کراؤ پھر انشاء اللہ اُمّت بننے والا کام ہوگا اور شیطان اور نفس خدا نے چاہا تو کچھ نہ بگاڑ سکیں گے۔

اس کے بعد حضرت مولانا نے دیہات میں محنت کرنے اور فضا بنانے پر خصوصیت کے ساتھ زور دیا اور حسب معمول دعا پر تقریر ختم ہوئی۔

KHATME NUBUWWAT (AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)
Registered No. M-160

تمام غیرتمند مُسلمانوں سے ایک سوال ؟

کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی رقم مُسلمانوں کو مرتد بنانے میں استعمال ہو

اس کا جواب یقیناً نفی میں ہے

لیکن

آپ کی لاعلمی اور بے توجہی کی وجہ سے آپ کی رقم ، مسلمانوں کو مرتد بنانے میں خرچ ہو رہی ہے ۔

وہ کیسے ؟

آپ میں سے بعض لوگ قادیانی دکانوں سے خرید و فروخت کرتے ہیں قادیانی تجارتی اداروں سے لین دین کرتے ہیں قادیانی کارخانوں کی مصنوعات استعمال کرتے ہیں ۔

جسکے نتیجہ میں :-

وہی آپ کی رقم آپ ہی کیخلاف استعمال ہوتی ہے یعنی مسلمانوں کو اسی رقم سے مرتد بنایا جاتا ہے ۔

نوٹ کیجئے

قادیانی ٹولہ مسلمانوں کے مرتد بنانے کیلئے کروڑوں روپیہ ہر سال خرچ کرتا ہے ۔

کیا آپ جانتے ہیں ؟

اسی خرید و فروخت ، لین دین کے ذریعہ قادیانی جو منافع کماتے ہیں اسی منافع یعنی ماہانہ آمدنی کا ایک کثیر حصہ قادیانی اپنے مرکز ربوہ میں جمع کراتے ہیں ۔

یاد رکھیئے

- آپ ہی کی رقم سے قادیانی اپنی ارتدادی تبلیغ کرتے ہیں ۔
- آپ ہی کی رقم سے قادیانیوں کے تحریف شدہ قرآنی ترجمے چھپتے اور تقسیم ہوتے ہیں
- آپ ہی کی رقم سے ان کے پریس چلتے ہیں ۔
- آپ ہی کی رقم سے قادیانی عبادت گاہیں تعمیر ہوتی ہیں ۔
- آپ ہی کے بل بوتے قادیانیوں کا مرکز "ربوہ" آباد ہے ۔
- آپ ہی کی رقم سے قادیانی مبلغین اپنی ارتدادی تبلیغ کیلئے اندرون و بیرون ملک سفر کرتے ہیں ۔

اگر آپ

قادیانیوں کے ساتھ کاروبار تجارت کرتے ہیں تو گویا آپ ارتدادی کام میں بالواسطہ حصہ لے رہے ہیں اور ان کا ساتھ دے رہے ہیں ،

گویا قادیانیوں کی ہر حرکت میں براہ راست نہیں تو بالواسطہ آپ بھی شریک ہیں ،

لہٰذا

تمام مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ غیرت ایمانی کا ثبوت دیتے ہوئے قادیانیوں کے ساتھ مکمل سوشل بائیکاٹ کریں اور ان کے ساتھ لین دین خرید و فروخت مکمل طور پر بند کردیں اور اپنے احباب کو بھی قادیانیوں سے بائیکاٹ کی ترغیب دیں ،

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) پرانی نمائش کراچی : فون نمبر ۷۱۱۶۷۱